رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

اللہ اکبر

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ماہانہ

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY

AL FAZL, QADIAN.

قیمت سالانہ بیرون ہند ۱۸

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

نمبر ۲۸۳	مطابق ۶ر جون ۱۹۳۶ء	یوم شنبہ	مورخہ ۱۵ر ربیع الاول ۱۳۵۵ھ	جلد ۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۴ر جون۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی صحت خدا تعالے کے فضل سے اچھی ہے:۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو چند دنوں سے ایک پھوڑے کی وجہ سے تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں:۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی۔ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر مولوی غلام احمد صاحب ملتانی۔ اور حافظ محمد رمضان صاحب کو اٹھوال اور ابو العطاء مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کو کریام ضلع جالندھر بسلسلہ تبلیغ بھیجا گیا ہے:۔

آج جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کا مناظرہ اس موضوع پر ہوا۔ کہ "کیا ہندوستانی حکومت کے قابل ہیں یا نہیں"۔ ثالثوں نے فیصلہ اثبات کے حامیوں کے حق میں کیا:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

اپنی زندگی کو ناپائدار سمجھکر خدمتِ اسلام پر کمربستہ ہو جاؤ

"عمر گزرتی جاتی ہے۔ جو کرنا ہے۔ اب کر لو۔ دن بدن قوٰے کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ دس برس پہلے جو قوٰے تھے۔ وُہ آج کہاں ہیں۔ گزشتہ کا حساب کچھ نہیں۔ آئندہ کا اعتبار نہیں۔ جو کچھ کرنا ہو آدمی کو موجودہ وقت کو غنیمت سمجھ کر کرنا چاہیئے۔ اب اسلام کی خدمت کر لو۔ اول واقفیت پیدا کرو کہ ٹھیک اسلام کیا ہے۔ اسلام کی خدمت جو شخص درویشی اور قناعت سے کرتا ہے۔ وُہ ایک معجزہ اور نشان ہو جاتا ہے۔ جو جمعیت کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کا مزہ نہیں آتا۔ کیونکہ توکل علی اللہ کا پورا لطف نہیں رہتا اور جب توکل پر کام کیا جائے۔ تو خدا مدد کرتا ہے۔ اور یہ باتیں روحانیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب روحانیت انسان کے اندر پیدا ہو۔ تو وُہ وضع بدل دیتا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح پر صحابہ کی وضع بدل دی۔ یہ سارا کام اس کشش نے کیا۔ جو صادق کے اندر ہوتی ہے۔ یہ خیالات باطل ہیں۔ کہ کئی لاکھ روپیہ ہو۔ تو کام چلے خدا تعالے پر توکل کر کے جب ایک کام شروع کیا جائے اور اصل غرض اُس کے دین کی خدمت ہو۔ تو وُہ خود مددگار ہو جاتا ہے۔ اور سارے سامان اور اسباب بہم پہونچا دیتا ہے"

(الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۳ء)

جماعت ہائے احمدیہ کے متعلق نظارت دعوۃ و تبلیغ کا ایک ضروری اعلان

ملانوں نے جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارے میں دلائل و براہین سے عاجز آکر اپنے لئے فرار کا ایک نیا رستہ ڈھونڈا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ حیات و ممات مسیح یا ختم نبوت کے صحیح مفہوم یا دعوے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق یا کذب جیسے متنازعہ فیہ مسائل کو مباحثہ کا موضوع قرار دیں۔ وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کو زیر بحث لایا جائے۔ اور بعض احباب اس شوق میں کہ شاید اس طرح کلمہ حق کسی کے کان میں پڑ جائے۔ اس موضوع کو زیر بحث لانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ میں بذریعہ اعلان ہذا ایسے تمام احباب کو جنہیں تبلیغ حق کا شوق ہے۔ مطلع کر دینا چاہتا ہوں کہ ملانوں کے اس مطالبہ کو کوئی غیور احمدی منظور نہیں کر سکتا۔ اور نہ نظارت اس قسم کے مناظرہ کی اجازت دیتی ہے۔ بلکہ احمدی احباب پر مخالفین کی طرف سے اس مطالبہ پر زور دیا جائے۔ اس کے بالمقابل اپنی طرف سے یہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ آیا یہ ملاّ اس بات پر بحث کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ کہ وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مشہور پیشگوئی کے مصداق یہودی ہیں۔ اور یہودیوں کی ساری علامتیں ایک ایک کر کے ان میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ جیسا کہ مشارالیہ پیشگوئی میں ہے۔ وہ یہودیوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ یہودی تاریخ سے آج یہ ثابت کرنا شاید کچھ مشکل ہو۔ کہ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو اپنے ہیکلوں میں عبادت کرنے سے روکا تھا۔ لیکن آج ان ملانوں کا یہ حال ہے۔ کہ قرآن مجید کی نص صریح من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا کے ہوتے ہوئے احمدیوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔ بلکہ ان سے ان کی مسجدیں مقدمات کر کر کے چھینی جاتی ہیں۔ اور پھر اگر وہ کسی اور جگہ بنانے لگیں۔ تو ہر طرح سے کوشش کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی مسجد نہ بنانے پائیں۔ اور اگر وہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ تو پھر جھوٹے دعوے کر کے ان سے وُہ بھی چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ بریلی میں ہوا۔ حافظ بختاورچین صاحب تھوڑی سی جگہ مول لیکر اس پر مسجد بنانے لگے۔ تو ان کے خلاف ہنگامہ برپا کیا گیا۔ اور تمام وسائل اختیار کئے گئے۔ کہ وہ بنا نہ سکیں مگر بعض حکام کی انتظامی قابلیت کی وجہ سے وہ بنانے میں کامیاب ہو گئے اور اب وہ بن چکی ہے۔ تو ان کو آئے دن دق کیا جاتا ہے۔ یہ حال ہے۔ ان ملانوں کا جن کے یہودی ہونے پر ذرہ بھر شک کی گنجائش نہیں۔ پھر اور سینکڑوں علامتیں ہیں۔ جو انہیں یہودی ثابت کر رہی ہیں۔ اور اب تو خیر سے جناب ڈاکٹر سر اقبال نے انہیں یہودیت کی شاہراہ پر ایسا دھکا دیا ہے۔ کہ انہیں انتہا تک پہنچا کر اپنی طاقت ختم کر چکا ہے۔

پس احباب کو چاہئے۔ کہ جب یہ ملاّ اپنی ہٹ پر اصرار کریں۔ تو بالمقابل ان کے یہودی ہونے کے موضوع کو زیر بحث رکھا جائے۔ اور پھر دیکھیں آیا وہ اس میدان میں یہودی ایجنٹ ثابت ہوتے ہیں یا نہیں ؛ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ

نہایت قلق و صدمہ کی حالت میں یہ اطلاع دیتا ہوں کہ برادر عزیز خان بہادر شیخ محمد آصف زماں نے ۲۹ر مئی جمعہ کے روز پونے چار بجے دن کے بعارضہ ورم جگر اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛ مرحوم کا ایڈیشنل کلکٹری پر تقرر ہو چکا تھا۔ جانے والے ہی تھے کہ علیل ہونے کی وجہ سے رخصت لیکر پیلی بھیت آئے اور ۱۹ روز کے بعد فوت ہو گئے۔ وہ تمام اصحاب جنکو ایک بار بھی مرحوم سے ملنے کا اتفاق ہوا ہو گا یہ خبر سنکر بیچین ہوئے بغیر نہ رہینگے مجھ خستہ جگر کا دل و دماغ فی الحال اس قابل نہیں۔ کہ برادر مرحوم کے اوصاف میں سے کچھ بیان ہو سکے۔ امید ہے کہ انکے اخلاص مندوں میں جن کا دائرہ بہت وسیع ہے کوئی صاحب اس طرف توجہ فرمائینگے۔ میں تو مرحوم کیلئے دعائے مغفرت ...

۶ر جون آخری دن ہے

فہرست رائے دہندگان میں نام درج کرانے کی آخری تاریخ ۶ر جون ۱۹۳۶ء مقرر ہے۔ اس کے بعد کسی حقدار ووٹر کا نام درج نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے احباب فوری توجہ فرمائیں اور کوشش کریں۔ کہ کسی احمدی حقدار ووٹر کا نام (مرد ہو یا عورت) فہرست رائے دہندگان میں درج ہونے سے رہ نہ جائے ؛ (ناظر امور خارجہ - قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

اپنے بیٹے کے خلاف گاندھی جی کا نہایت افسوسناک اعلان

گاندھی جی نے اپنے سب سے بڑے بیٹے ہیرا لال کے حال ہی میں بمبئی کی جامع مسجد میں یہ اعلان کرنے پر کہ وہ آئندہ ہندو کہلانے کی بجائے مسلمان کہلائیں گے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے ان کا خیر مقدم ہونے اور خوشی کا اظہار کرنے پر جو اعلان شائع کیا ہے۔ وہ ان کے ہندو ہونے کے لحاظ سے تو غیر متوقع نہیں۔ لیکن ان کی بین الاقوامی شہرت کے لحاظ سے۔ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ غیظ و غضب سے پر ہے معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ اپنے بیٹے کے مسلمان ہو جانے کی خبر سنکر وہ اپنے آپے میں نہیں رہے۔ اور اپنے آپ سے وہ کنٹرول جس کا انہیں دعوٰے ہے۔ بالکل کھو بیٹھے ہیں :-

گاندھی جی نے اپنے اعلان میں جسے انہوں نے "اپنے مسلمان دوستوں سے اپیل" قرار دیا ہے۔ شروع سے لیکر اخیر تک ایسا رویہ اختیار کیا ہے۔ جو سخت معاندانہ نظر آتا ہے۔ اور جو سراسر غصہ اور انتقام کے جذبات کا مظاہرہ ہے۔ گاندھی جی کے اپنے بیان کے مطابق ان کے بیٹے کی عمر اب پچاس سال کے قریب ہے۔ اور یہ وہ عمر ہے۔ جبکہ عام طور پر انسان جوانی کی لغزشوں اور بے اعتدالیوں سے بہت حد تک آگاہ ہو جاتا۔ اور ان سے بچنے کی کوشش میں معروف نظر آتا ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ گاندھی جی پچاس سال تک تو اپنے بیٹے کی تمام بدکاریوں اور سیاہ کاریوں کو بخوشی برداشت کرتے رہے۔ ایسی زندگی بسر کرتے وقت انہوں نے نہ تو ہندو دھرم کے لئے اسے مضر سمجھ کر اس سے علیحدہ کرنے کی ضرورت سمجھی۔ اور نہ اس کے حالات کو پبلک میں لائے۔ لیکن جوں ہی اُس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اور مسلمانوں نے خیر مقدم کیا۔ گاندھی جی نے تلملا کر دنیا جہان کے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے شروع کر دیئے۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ "اسلام میں اس کا داخلہ اسلام کی کمزوری کا موجب ہوگا" (ہندو ۴ ۔ جون)

پھر اس کو کافی نہ سمجھ کر مسلمانوں کو اپنے بیٹے سے بدظن کرنے اور اس کی دستگیری سے روکنے کے لئے اکساتے ہوئے لکھا ہے:

"وہ ہیرا لال کا امتحان اس کے کارہائے گذشتہ کی روشنی میں کریں۔ اور اگر انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ اس کا مذہب تبدیل کرنے کا اثر اس پر کچھ نہیں ہوا۔ تو اسے صاف صاف بتا دیں۔ اور اسے ترک کر دیں اگر انہیں اس میں سنجیدگی نظر آئے۔ تو اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ لالچوں سے اس کی حفاظت کی جائے۔ تاکہ وہ سماج کا ایک خدا پرست آدمی بن سکے۔ انہیں اس بات کا علم ہونا چاہیئے۔ کہ بہت زیادہ بدمعاشی کی وجہ سے اس کا دماغ کمزور ہو گیا ہے۔ اور سچ جھوٹ اور بھلے بُرے میں تمیز کرنا اس کے لئے ممکن نہیں رہا"

غور فرمایئے۔ کیسے افسوسناک رنگ میں مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی سعی ناروا کی گئی ہے۔ اور کس طرح اپنے بیٹے کو دھکے دلانے کی کوشش کی گئی ہے پہلے تو اس کی سابقہ زندگی کے ان واقعات کو جو غیظ و غضب میں مدہوش ہو کر گاندھی جی نے بیان کئے ہیں۔ بلا چون و چرا درست تسلیم کر لینے بلکہ ان کی سزا میں ترک کر دینے پر زور دیا ہے۔ پھر یہ سمجھ کر کہ شائد مسلمان ان کے جھکے میں نہ آئیں۔ یہ لکھدیا ہے۔ کہ خواہ وہ اپنی زندگی کو تعلیم اسلام کے مطابق بسر کرنے کا کتنے ہی زور کے ساتھ اقرار کرے۔ قطعاً قبول نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس کا دماغ کمزور ہو گیا ہے۔ اور وہ سچ جھوٹ اور بھلے بُرے میں تمیز کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا :-

کینہ اور بغض کا یہ انتہائی مظاہرہ ہے جو ایک شخص اپنے بڑے سے بڑے دشمن کے خلاف کر سکتا ہے۔ لیکن کیا گاندھی جی بھی اسی پوزیشن میں تھے ہیرا لال خطا کار ہی سہی۔ لیکن آخر ان کا بیٹا ہے اور وہ اس کے باپ ہیں۔ پھر جب ان کا یہ بھی دعوٰے ہے۔ کہ "میرا یقین ہے۔ کہ اسلام اتنا ہی سچا مذہب ہے۔ جتنا کہ میرا اپنا مذہب" تو اس بے چارے نے مسلمان ہونے کا اعلان کر کے ایک سچا مذہب اختیار کر لینے میں کونسا قصور کیا۔ کہ وہ اس کے خلاف شعلۂ جوالا بن کر انگارے برسانے لگ گئے۔ اور اسے نقصان پہنچانے کے لئے ادنےٰ ترین سطح پر آ گئے۔ کیا وہ سنجیدگی کے ساتھ خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ اگر مسلمان ان کی باتوں میں آ کر ہیرا لال کو ترک کر دیں۔ یا بالفاظ دیگر اس کے مسلمان ہونے کا اعلان کرنے کی اسے یہ سزا دیں۔ کہ دھکے مار کر پیچھے دھکیل دیں تو وہ اس مذہب میں جا کر جہاں اس نے پچاس سالہ زندگی "بہت زیادہ بدمعاشی" میں گزاری "خدا پرست آدمی" بن جائے گا۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر بتائیں وہ ہیرا لال کے متعلق چاہتے کیا ہیں۔ کیا یہی کہ وہ اُدھر کا تو رہا نہیں۔ ادھر کا بھی نہ رہے۔ اور بدمعاشی کی زندگی بسر کرتا ہوا کسی "فاحشہ عورت" کی چوکھٹ پر جان دے دے۔ اور کیا ایک باپ کی اپنے بیٹے کے متعلق یہی خواہش ہونی چاہیئے۔ جس کا گاندھی جی نے اظہار کیا ہے :-

قطع نظر اس سے۔ کہ نہ صرف تعلقاتِ پدری۔ بلکہ عام اخلاقی لحاظ سے بھی گاندھی جی نے نہایت افسوسناک راہ اختیار کی۔ اسلام کے متعلق بھی انہوں نے بے حد بے خبری کا اظہار کیا۔ انہوں نے سمجھا۔ جب وہ اپنے بیٹے کی گذشتہ زندگی کو نہایت ناپاک رنگ میں پیش کرینگے تو مسلمان فوراً چلا اٹھیں گے۔ کہ ایسے شخص کا اسلام میں کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور ہم اسے ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حالانکہ اسلام جہاں یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ ساری عمر کی لغزشیں اور خطائیں ایک لمحہ کی سچی ندامت اور حقیقی توبہ کے ذریعہ دور ہو سکتی ہیں۔ وہاں یہ بھی کہتا ہے۔ کہ سیدھے رستہ سے جس قدر زیادہ بھٹکا ہوا کوئی شخص جب صراطِ مستقیم پانے کی خواہش کرے تو اس کی طرف اسی قدر زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ اور زیادہ سرگرمی کے ساتھ اس کی دستگیری کرنی چاہیئے۔ ظاہر ہے۔ کہ جن لوگوں کو ان کے مذہب نے یہ تعلیم دی ہے۔ ان کے سامنے اپنے بیٹے کی سابقہ زندگی کی بڑی سے بڑی لغزشیں بیان کر کے گاندھی جی ان کی ہمدردی کو زائل نہیں کر سکتے۔ بلکہ اور زیادہ بڑھا سکتے ہیں۔ اور بہت زیادہ خیر خواہی کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ اگر گاندھی جی کے دل میں اپنے سب سے بڑے بیٹے کے متعلق پدرانہ شفقت کا ایک ذرہ بھی پایا جاتا۔ تو اس قسم کا بغض و کینہ سے پُر اعلان کرنے اور مسلمانوں کو ان کے خلاف اکسانے کی بجائے انہیں بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا چاہیئے تھا۔ کہ پچاس سال تک ہندو رہ کر وہ اپنی اصلاح کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ممکن ہے۔ مسلمان بن کر وہ اپنی اصلاح کر سکے۔ لیکن افسوس گاندھی جی نے اس کے برعکس رویہ اختیار کر کے ظاہر کر دیا۔ کہ وہ ایسے ہی متعصب اور تنگ دل انسان ہیں۔ جیسا کہ کوئی اور غیر مسلم ہو سکتا ہے۔ وہ یہ تو گوارا کر سکتے ہیں کہ ان کا بیٹا سخت بدمعاشی کی زندگی بسر کرتا رہے مگر انہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اس کی اصلاح کی کوئی صورت پیدا ہو۔ اور وہ شریفانہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکے :-

ڈاکٹر اقبال کی طرف سے پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کے مدلل مضامین کا جواب دینے کی ناکام کوشش

اسلام کے انتشار کے لئے خونی مہدی کی آمد کا بے بنیاد عقیدہ

(۱۱)

فیج اعوج کے اثرات کے ماتحت مسلمانوں میں اسلامی عقائد کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔ اور جنہوں نے ظاہری انتشار کے ساتھ ان میں ذہنی انتشار بھی پیدا کر دیا۔ ان میں سے ایک بہت بڑی غلط فہمی یہ تھی۔ کہ وہ سمجھتے۔ اسلام کے دوبارہ احیاء کے لئے ایک خونی مہدی مبعوث ہوگا جو ہتھیاروں سے اسلام کو بزور شمشیر منصور کرکے اسلام کی ترقی کا باعث بنیگا۔ یہ خیال اس قدر تقویت پکڑ گیا۔ کہ مسلمانوں کے سرکردہ علماء بھی اس بوالعجبی کا شکار ہوگئے۔ اور نواب صدیق حسن خانصاحب نے یہاں تک لکھا۔ کہ مہدی تین ہیں۔ ایک مہدی الخیر جو حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ ایک مہدی الدم یعنی خونی مہدی جس کے زمانہ میں لوگوں کے بکثرت خون بہائے جائینگے۔ اور ایک مہدی الدین جس سے حضرت عیسے علیہ السلام مراد ہیں۔ اور جن کے زمانہ میں تمام لوگ مسلمان ہوجائینگے۔ (حجج الکرامہ ص۳۸۶)

اس مہدی الدم کے خونین کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے نواب صاحب لکھتے ہیں۔ امام مہدی جن لوگوں میں روپیہ تقسیم کرینگے انہیں مال و دولت کے ملنے سے کوئی خوشی نہیں ہوگی کیونکہ مقتولین کی کثرت کی وجہ سے وہ سخت غمزدہ ہونگے۔ اکثر خاندان و قبائل تو ایسے ہونگے۔ کہ ان کے افراد میں سے ننانوے فیصدی حضرت مہدی کے ہاتھوں قتل ہوچکے ہونگے۔ اس کے بعد امام مہدی بلاد اسلامیہ کے انتظام اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور اپنی کامیاب افواج ہر طرف روانہ کرینگے۔ اسی طرح ایک لشکر ہندوستان روانہ کرینگے۔ جو اس ملک کو فتح کرکے ہندوستان کے بادشاہوں کو پابجولاں امام مہدی کے حضور حاضر کریگا۔ پھر اس ملک کے خزانوں کو بیت المقدس کا زیور بنایا جائیگا۔ (حجج الکرامہ ص۳۷۶)

پھر لکھتے ہیں۔ امام مہدی کے ہاتھوں بہت سی لڑائیاں ہونگی۔ وہ مشرق و مغرب کے ممالک کو فتح کرینگے۔ خزائن الارض پر قابو پائینگے اور بلاد ہند کے بادشاہوں کو ایسی حالت میں کہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہونگے۔ لوگوں کے سامنے لائینگے۔ (حجج الکرامہ ص۳۷۴)

نواب صدیق حسن خانصاحب کی ان تشریحات کے ساتھ اگر اہم اہل السنت والجماعت کی معتبر کتاب نبراس کی اس عبارت کو بھی اپنے سامنے رکھ لیں۔ کہ لایقبل الجزیۃ من الکفار و یجبرھم علی الایمان فلا یبقی علی الارض الا دین الاسلام (ص۵۸۶) یعنی امام مہدی کفار سے جزیہ تک قبول نہیں کرینگے۔ بلکہ انہیں جبر و اکراہ کے ساتھ ایمان لانے پر مجبور کرینگے یہاں تک کہ زمین پر سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب باقی نہیں رہیگا۔ تو ہمیں آسانی معلوم ہوسکتا ہے۔ مسلمانوں کے قلوب میں یہ عقیدہ کس قدر راسخ ہوچکا تھا۔ غرض مسلمان اس غلط فہمی کا بُری طرح شکار ہوچکے تھے۔ کہ ایک خونی مہدی مسلمانوں کی از خود رفتہ قوت کی بحالی اور ان کے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے مبعوث کیا جائیگا۔ مگر ہر وہ شخص جسے قاسم ازل کی طرف سے عقل و فہم کا ملکہ عطا ہُوا ہو۔ اور جو اسرار دین سے واقفیت رکھتا ہو۔ سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ عقیدہ بالکل دور از حقیقت اور اسلام کے منور چہرہ پر بدنما داغ ہے۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں۔ کہ قرآن مجید بار بار اس امر کا اعلان کرتا ہے۔ کہ دین میں کسی قسم کا جبر نہیں وہ لا اکراہ فی الدین کا سنہرا اصل ہر شخص کے سامنے پیش کرتا اور دلیل یہ دیتا ہے۔ کہ قد تبین الرشد من الغی یعنی اسلام کے متعلق جبر اس لئے جائز نہیں۔ کہ ضلالت اور رشد یعنی اسلام اور غیر مذاہب میں اتنا نمایاں اور کھلا فرق ہے۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے ہدایت کے لئے کسی پر جبر کرنا بالکل ترینِ قیاس نہیں۔ پھر وہ کھلے لفظوں میں فرماتا ہے۔ انما علی رسولنا البلاغ المبین۔ یعنی جو ہمارا رسول ہو۔ اس کے ذمہ صرف یہ کام ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ کھلے الفاظ میں لوگوں کو پیغام حق پہونچا دے۔ اس کے فرائض میں یہ بات داخل نہیں ہوتی۔ کہ لوگوں کو جبراً منوا لے بھی۔ ان نصوص بینہ کے مطابق اگر مہدی الدم جس کا بے سود انتظار مسلمانوں کے لئے ذہنی پریشانی کا موجب بنا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ کے مرسل ہیں۔ تو یقیناً وہ جبر و اکراہ کے ساتھ کفار کی گردنیں اسلام کے آگے سرنگوں نہیں کرسکتے۔ اور نہ ان کی طرف کوئی باغیرت مسلمان اس قسم کا کام منسوب کرسکتا ہے۔ مگر افسوس ڈاکٹر اقبال عوام کے اس بے بنیاد نظریہ پر بغیر کامل غور و فکر کئے مہر تصدیق ثبت کر رہے اور جماعت احمدیہ کے اس اعتقاد کو کہ کوئی خونی مہدی اسلام کے غلبہ کے لئے اللہ تعالٰی کی طرف سے مبعوث نہیں ہوگا برٹش امپیریل ازم کی تقویت کا باعث قرار دے رہے ہیں۔ انکے نزدیک اگر مہدی کے متعلق وہی نظریہ رکھا جاتا۔ جو عام مسلمانوں کے ذہن میں سما چکا تھا۔ تو برٹش امپیریل ازم کا اژدہا مسلمانوں کو نہ نگل سکتا۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ یہ مسئلہ اسلام سے مستنبط ہے یا نہیں۔ انہیں اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ اس مسئلہ کا مسلمانوں کے قلوب میں راسخ ہونا اسلام کی ذلت ہے یا نہیں۔ انہیں اس سے بھی تعلق نہیں۔ کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھکر قرآن مجید کے خلاف چل رہے ہیں یا نہیں۔ وہ صرف یہ جانتے ہیں۔ کہ یہ مسئلہ برٹش امپیریل ازم کی جڑیں کھوکھلی کرسکتا تھا مگر جماعت احمدیہ نے اپنی تعلیم سے مسلمانوں کے قلوب سے اسے محو کردیا۔ لیکن یہ محض ڈاکٹر اقبال کی خوش فہمی ہے۔ جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرکے درحقیقت اسلام کی ایک گرانقدر خدمت سرانجام دی۔ اور اس کی ایک کھوئی ہوئی تعلیم کو زندہ کیا ہے۔ برٹش امپیریل ازم کی نہ اس سے تقویت ہوتی اور نہ ان معمولی باتوں سے اسے اس قدر عروج حاصل ہُوا۔ برٹش امپیریل ازم کو تقویت دینے کا سب سے بڑا سبب خود مسلمان تھے۔ جو قرآن مجید کی تعلیم سے اسی طرح دور ہوچکے تھے۔ جس طرح زمین سے آسمان دور ہے۔ اگر وہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسی روح اپنے اندر رکھتے۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ ذلت و نکبت سے ہمکنار ہوسکتے۔

ڈاکٹر اقبال اس ضمن میں حکومت سے بھی شکوہ سنج ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ پیشتر ازیں حکومت ایران نے تحریک بابیت کو رواداری کی نظر سے دیکھا اور اس تحریک کے علمبرداروں کو عشق آباد میں ایک تبلیغی مرکز کے قیام کی اجازت دیدی۔ اسی طرح انگلستان نے احمدیوں کو ووکنگ میں ایک تبلیغی مشن کے قیام کی اجازت دیکر بعینہٖ اسی قسم کی رواداری کا ثبوت دیا ہے۔" اس کے جواب میں بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اخبار "انڈین سوشل ریفارمر" کے وہ الفاظ دُہرا دیئے جائیں۔ جو اس نے اسی اعتراض کے جواب میں ڈاکٹر اقبال کے گوش گزار کئے تھے۔ اور جن میں نہایت مؤثر طریق سے جواب دیتے ہوئے اس نے لکھا تھا

"سر محمد اقبال اپنی خیال آرائی میں اس حد تک چلا گیا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ ان دونوں تحریکوں یعنی بہائی ازم اور احمدیت کی غیر مسلم شہنشاہیت پرست طاقتوں نے ذاتی اغراض کی بناء پر حوصلہ افزائی کی ہے۔ مگر یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسجد ووکنگ سے کونسے مفادِ شہنشاہیت کی ترویج کی جارہی ہے۔ تین سال ہوئے صوبجات متحدہ امریکہ میں ایک بہت بڑا بہائیوں کا معبد تیار ہوا تھا۔ اس کے متعلق بھی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اپنی زمین میں ایک مذہب کی عبادت گاہ کی تعمیر کی اجازت دینے میں صوبجات متحدہ امریکہ کے مدنظر کونسا مفاد شہنشاہیت تھا۔ معلوم ہوتا ہے سر اقبال باوجود ایک شاعر ہونے کے اس جذبہ اور روح کی تعریف کرنیکی صلاحیت سے قطعاً عاری ہے۔ جو ہر اس روشنی کا جو اطراف و جوانب سے آتی ہے خیر مقدم کرتی ہے۔ اور اس امر کو قومی وقار کا موجب سمجھتی ہے۔ کہ تلاشِ حق کے ہر جذبہ کو نوازا جائے۔ اس قسم کی شہنشاہیت کی مثالیں اشوک اور اکبر میں ملتی ہیں۔ یا ان مُور حکمرانوں میں پائی جاتی ہیں۔ جنکے دور میں ہسپانیہ یورپ پر اس کی تاریکی کے زمانہ میں بھی ضیا بار تھا پھر اس قسم کی شہنشاہیت کی مثال خاقانِ چین میں بھی ملتی ہے جس کے زمانہ میں مذہب اور صنعت نے اسقدر نشو و نما پائی۔ سر اقبال کا خیال ہے۔ کہ رواداری کمزوری کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور حلم و رواداری روحانی طاقت کا نشان ہے۔ لیکن مضمون کے آخری حصہ میں سر اقبال اس نظریہ کی خود کامل طور پر تنسیخ کرتا ہُوا لکھتا ہے۔ "اتا ترک کی اصلاحات جن میں خلافت کی موقوفی بھی شامل ہے۔ اسلامی روح کے مطابق ہیں۔" سر اقبال "انڈین سوشل ریفارمر" کے اس آئینہ میں اگر اپنا اعتراض دیکھیں۔ تو غالباً انہیں بجز اس کے اور کوئی چارہ نہیں رہیگا۔ کہ اپنی ذہنیت پر نظر ثانی کریں۔

الفضل کا ہفتہ وار مکتوب جاپان

جاپانی پارلیمنٹ کی مختصر رُوداد

"الفضل" کے خاص نامہ نگار کے قلم سے

ٹوکیو ۸ - مئی - (بذریعہ ہوائی ڈاک) ڈی ایت۔ (جاپانی پارلیمنٹ) کے اجلاس میں ہردتا کابینہ کو اپنے مخالف عناصر کے ہاتھوں سوالات اور نکتہ چینی کی وجہ سے خاصی دقت پیش آرہی ہے۔ جیسا کہ سیشن شروع ہونے سے پہلے خیال کیا جاتا تھا۔ بعض سوالات واقعہ میں کھلے اور چبھتے ہوئے الفاظ میں کئے گئے۔ یہ بوچھاڑ گو کابینہ کے سب اراکین پر کم و بیش ہوئی۔ مگر زیادہ تر اس کا نشانہ وزیراعظم - وزیر جنگ - وزیر خارجہ اور وزیر مالیات تھے۔ مؤخر الذکر کا تو سوالات کرنے والوں نے ناطقہ ہی بند کر دیا وزیر مالیات پر جو تنقید کی گئی۔

اس کا لب لباب یہ تھا۔ کہ تکاہاشی پالیسی پر ملک کو اطمینان اور بھروسہ تھا۔ مگر مسٹر بابا نے اس پالیسی کو ترک کر کے اور بالکل اس کے برعکس پالیسی اختیار کر کے ملک میں بے چینی پیدا کر دی ہے۔ ایک مقرر نے کہا۔ وزیر مالیات عجیب آدمی ہیں۔ ایک اعلان خود ہی کرتے ہیں۔ اور نہ زیادہ عرصہ گزرنے نہیں پاتا۔ کہ جھٹ اس کی تردید بھی خود ہی کر دیتے ہیں۔ یہ اسی واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔ کہ موجودہ کابینہ کے معرض وجود میں آنے پر وزیر مالیات کے بیانات میں اس رائے کا اظہار کیا گیا تھا۔ کہ پیش آمدہ حالات کی وجہ سے جنگی محکمہ جات کے مصارف اور بعض دوسرے محکموں کے مصارف میں زیادتی چونکہ ناگزیر ہو گئی ہے اس لئے سرکاری ٹیکسوں میں اضافہ کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ اس بیان سے جب ملک کے مالی حلقوں میں فکر اور تشویش پیدا ہوئی۔ تو مسٹر بابا نے اعلان کر دیا۔ کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ پبلک کو چاہیئے کہ مالیات میں گورنمنٹ کی پالیسی کے بارہ میں افواہوں پر اعتبار کر کے پریشان ہو گورنمنٹ مالی پالیسی کے متعلق کوئی فیصلہ جلد بازی سے نہیں کرے گی۔ وغیرہ وغیرہ

غرض تمام سوالات کی تان اسی بات پر ٹوٹتی تھی۔ کہ موجودہ وزیر مالیات نے تکاہاشی پالیسی سے الٹ پالیسی کیوں اختیار کر لی ہے۔ ایک دوسرے تقریر کنندہ نے نصیحت کی۔ کہ ملک کے خزائن کے امین کے لئے یہ رویہ درست نہیں۔ کہ بحری اور بری افواج کے محکمے جس قدر زیادتی اپنے اخراجات میں کرتے جائیں جھٹ بلا سوچے سمجھے اور ملک کی مالی طاقت پر غور کئے بغیر اس کی منظوری دیدے۔ نیز اس نے کہا۔ کہ کبھی تو ڈاکٹر بابا کہتے ہیں۔ کہ سرکاری قرضہ میں اضافہ کئے بغیر چارہ نہیں۔ اور یہ کہ موجودہ حالات میں تکاہاشی کی پالیسی (یعنی ملکی قرضہ کو بتدریج کم کرتے جانا) پر کاربند رہنا نقصان کا موجب ہے۔ اور کبھی خود ہی یہ بھی پکار اٹھتے ہیں کہ ان کا خیال بھی یہی ہے۔ کہ ملکی قرضہ جہاں تک ہو سکے۔ ادا کیا جائے۔ اور بڑھنے نہ دیا جائے۔ مقرر نے کہا۔ کہ ان دو متضاد باتوں میں سے ہم کس کو صحیح تصور کریں۔ اور کس کو غلط۔ نیز یہ کہ سرکاری قرضہ اور جنگی محکموں کی بڑھتی ہوئی ضروریات کا اگر چندے یہی حال رہا۔ تو آئندہ دس سال میں ہی قرضے کی مقدار

۲۰۰،۰۰۰،۰۰۰ - ین تک پہونچ جائے گی۔

اس جرح قدح کا جواب وزیر مالیات سے جو بن پڑا۔ اس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ وہ حالات کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ البتہ انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ تقریر کرنے والوں نے جو اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کو سوچ بچار کر قدم اٹھانا چاہیئے۔ اس مشورہ کی وہ قدر کریں گے۔

وزیراعظم سے دریافت کیا گیا۔ کہ جب انہوں نے ایک موقعہ پر یہ کہا تھا۔ کہ جب تک وہ وزیراعظم ہیں۔ جاپان کسی جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ تو یہ ایسی ہی بات تو نہ تھی۔ کہ جس کے مونہہ سے نکالنے کی حالات اجازت نہیں دیتے۔ اور یہ کہ وزارت خارجہ کی صلح جوئی کی پالیسی اور فوجی حکام کی براعظم ایشیا کے متعلق حکمت عملی اور بحری محکمہ کی جانب جنوب پھیلنے کی کوشش ان تینوں پالیسیوں میں وہ کس طرح تطابق پیدا کرتے ہیں۔ مسٹر ہردتا نے جواب دیا کہ انہیں کامل یقین ہے۔ کہ وہ روس کے ساتھ پیش آمدہ الجھنوں کا امن ذرائع سے پورا تصفیہ کر سکیں گے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ وزارت خارجہ بحری اور فوجی محکموں کی پالیسی میں کوئی تضاد نہیں۔

جب ہردتا کابینہ کی تشکیل عمل میں آئی تھی۔ تو ان دنوں وزیراعظم نے ایک بیان میں یہ کہا تھا۔ کہ آئندہ ان کا منشا یہ ہے۔ کہ وزراء کی کوئی میٹنگ ایسی نہ ہوا کرے جس میں بعض وزراء تو شامل ہوں۔ اور بعض نہ ہوں تاکہ کہیں ملک پر یہ اثر نہ پڑے۔ کہ درحقیقت کابینہ کے اندر ایک اور کابینہ ہے۔ جو فی الواقعہ تمام اہم اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے مسٹر ہردتا نے یہ اعلان تو کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ حالات نے ان کو اجازت نہیں دی۔ کہ اس بارے میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ کیونکہ وزیر خارجہ - وزیر جنگ - اور وزیر بحری اکثر ایسے صلاح مشوروں کی میٹنگیں کرتے رہتے ہیں۔ جن میں دوسرے وزراء شامل نہیں ہوتے۔ ایک سوال اس سلسلہ میں یہ بھی کیا گیا۔ کہ گورنمنٹ کے بعض وزراء بعض میٹنگز ایسی کیوں کرتے ہیں۔ جو کابینہ در کابینہ کا رنگ رکھتی ہیں۔ جواباً وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ صرف سہولت کی خاطر ایسا کیا جاتا ہے۔ اور یہ کہ ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔

جاپانی کابینہ میں وزیر جنگ کا عہدہ دراصل سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس لئے موجودہ وقت میں بھی لوگوں کی توجہ زیادہ تر جنرل تیراؤچی کی طرف ہے۔ جنرل تیراؤچی نے جب یہ عہدہ قبول کیا۔ تو ایک بیان میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ کابینہ لبرل میلانات کی نہیں ہونی چاہیئے وہ آپ کے نزدیک یہ درست نظریہ ہے نہ Status quo یعنی بعض معاملات میں ملک کی جو حالت اس وقت ہے اس کو برقرار رکھا جائے۔ اور نہ حکومت کو ایسا قدم اٹھانا چاہیئے۔ جس سے ترقی معکوس لازم آجائے۔ نیز یہ کہ تمام فوجی حلقوں کی متفقہ رائے ہے۔ کہ گہری اور دور رس اصلاحات ملک میں رائج کی جائیں۔ . . . . . چونکہ کابینہ کی تشکیل کے بعد گورنمنٹ نے جو بھی قدم اٹھایا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وزیر جنگ کے مشورہ پر عمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے ہر دل میں یہ جستجو ہے۔ جنرل تیراؤچی کے ذہن میں جو نقشہ ضروری اصلاحات کا موجود ہے اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ جو سوالات وزیر جنگ پر کئے گئے۔ ان کا نشانہ بھی اس نقطہ پر پڑتا ہے۔ چنانچہ ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ جب وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ لبرل خیالات کے مخالف ہیں۔ تو ان کی اس سے کیا مراد ہوتی ہے۔ دوم جب وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ Status quo کو برقرار رکھنے کے بھی وہ مخالف ہیں۔ تو بصورت دیگر Status quo کو تبدیل کرنے کے لئے وہ کس حد تک جانے کے لئے تیار ہیں۔ سوم جو اصلاحات ان کے ذہن میں ہیں۔ وہ کس قسم کی ہیں۔ اور کس طریق پر کاربند ہو کر وزیر جنگ ان کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ جنرل تیراؤچی نے جواب میں کہا۔ کہ لبرل خیالات کی مخالفت کا یہ مطلب ہے۔ کہ ان کے نزدیک Liberalism کے Indivedualism کے رنگ میں ترقی پذیر ہونے میں قوم کا نقصان ہے Status quo کو قائم نہ رکھنے کے بارہ میں جو ان کی رائے ہے اس کا مطلب نہیں۔ کہ وہ ملک کے بعض اداروں کو تباہ و نابود کرنے کی تائید میں ہیں۔ بلکہ ان کے ذہن میں جو باتیں ہیں۔ وہ درحقیقت تعمیری نوعیت کی ہیں۔ تخریبی نوعیت کی نہیں۔ نیز انہوں نے کہا۔ کہ لبرل میلانات کی مخالفت کرنے والے فوجی حلقے یہ چاہتے ہیں۔ کہ فارم آف سٹیٹ کا مسئلہ بالکل واضح ہو جائے۔

سوالات میں ایک سوال یہ بھی تھا۔ کہ حکومت جس رنگ میں خبروں پر ضبط رکھتی ہے۔ یہ ملک کے لئے مفید نہیں۔ اور یہ کہ قوم کا مفاد اس امر کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ حالات پیش آمدہ کا پورا علم ملک کو ہو۔ کیونکہ پیدا شدہ حالات اور پیش آجانے والے حالات کی نسبت ملک کی لاعلمی بہت سی بے چینی اور دیگر خرابیوں کا موجب بن جاتی ہے۔ وزیراعظم نے جواب دیا۔ کہ خبروں کی اشاعت کے معاملہ میں

اسلامی ممالک کی دلچسپ خبریں اور اہم کوائف

(ایک خبر رساں ایجنسی سے الفضل کے لئے حاصل کردہ معلومات)

عراق میں بغاوت

بغداد (بذریعہ ہوائی ڈاک) علاقہ وسطی فرات سے ایک اچھی خاصی بغاوت کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بغاوت کو فرو کرنے کے لئے عراقی افواج وہاں بھیجی گئی ہیں۔

شاہ نجاشی اور فلسطین

بیت المقدس (بذریعہ ہوائی ڈاک) اہل اسلامی کی اس تجویز کو کہ فلسطین کو آئندہ کے لئے اپنی جائے پناہ بنایا جائے فلسطین کے سیاسی علقوں سے نہایت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ شاہ حبشہ جن کا عربوں اور یہودیوں کے ساتھ تمدنی اور نسلی تعلق ہے۔ ان دونوں قوموں کو متحد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مذہباً بھی ان کا اور فلسطین کے عیسائیوں کا آپس میں تعلق ہے۔ بیت المقدس میں حبشی عیسائیوں کا ایک مشہور گرجا ہے۔ مزید برآں اعلیٰحضرت کا خاندان جو شاہ نجاشی کا خاندان ہے نسل کے اعتبار سے سامی ہے۔ اور حضرت سلیمانؑ کی نسل سے ہونے کا مدعی ہے۔

عربوں میں عدم ادائیگی محصول کی تحریک

یافا (بذریعہ ہوائی ڈاک) معلوم ہوا ہے عربوں کی مقاطعہ کمیٹی نے اعلان کیا ہے پندرہ مئی سے گورنمنٹ کو ٹیکسوں کی ادائیگی بند کر دی جائے۔ اور اس اقدام کو اس وقت تک جاری رکھا جائے۔ جب تک حکومت عربوں کے اس مطالبہ کو کہ فلسطین میں یہود کا داخلہ بند کر دیا جائے۔ منظور نہیں کر لیتی فلسطین میں یہود کا داخلہ بلاشبہ عربوں کی اجتماعی زندگی کے لئے پیام موت ہے اور جس سرعت رفتار کے ساتھ یہودی لوگ فلسطین میں آکر آباد ہو رہے ہیں۔ اس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے۔ کہ مستقبل قریب میں عربوں کی قومی زندگی اور ان کی روایات ملی ناپید ہو جائیں گی۔ اس لئے نہ صرف انصاف کی رو سے بلکہ ملک کی امن وعافیت کی مقتضیات کی بنا پر حکومت برطانیہ کا فرض ہے۔ کہ عربوں کی شکایات کو رفع کر کے ملک کو بدامنی کی آگ میں پڑنے سے بچائے۔

فسادات عرب یہودیوں کے نقطہ نگاہ سے

جنیوا (بذریعہ ہوائی ڈاک) جنیوا میں متعینہ یہودی ایجنسی کے رکن رکین ڈاکٹر ناہم گولڈمین نے فلسطین میں بدامنی اور فسادات کے متعلق ایک بیان بین الاقوامی پریس کو دیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ یافا میں فسادات کے فوری اسباب بین الاقوامی صورت حالات اور مصر اور شام کے ہنگامے میں سے ہیں۔ جن کا اثر فلسطین پر پڑا ہے اور جنہوں نے دہشت پسند گروہ کی سرگرمیوں کو از سر نو زندہ کر دیا ہے۔ فلسطین میں یہودیوں اور عربوں کے درمیان حقیقی سیاسی اختلافات موجود ہیں۔ لیکن اگر دیکھا جائے۔ تو تمام ملک نے علی العموم اور عرب آبادی نے علی الخصوص یہودیوں کی آبادی سے بہت فائدہ حاصل کیا ہے۔ دونوں اقوام کے مستقبل کے متعلق جو نباہ صلح اور اتحاد ہو سکتی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ عرب یہودیوں کے حقوق کو اسی رنگ میں تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جس رنگ میں یہودی عربوں کے جائز مطالبات ماننے کے لئے تیار ہیں۔

ہمارے خیال میں یہودی ایجنٹ کا یہ بیان محض اس لئے ہے۔ کہ لوگوں میں اپنی معصومیت ظاہر کی جائے۔ اور عربوں کو خاطی اور مجرم قرار دیا جائے۔ کوئی قوم دیدہ دانستہ اپنی حیات ملی کو خطرہ میں ڈال کر کس طرح اس قوم سے تصفیہ کے لئے آمادہ ہو سکتی ہے۔ جس کو کہ اس کام کا آلہ کار بنایا جا رہا ہو۔ عربوں کا مطالبہ واضح اور مبین ہے۔ اور وہ فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو بند کرانا ہے۔ لیکن چونکہ یہ بات قرین قیاس ہی نہیں۔ کہ یہودی اس بات پر رضامند ہو جائیں گے۔ اس لئے باہمی تصفیہ کا خیال فضول ہے۔ اس عقدہ کا حل حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر وہ چاہے۔ تو اس کو بہترین طریق سے سلجھا سکتی ہے۔

یہودیوں کی طرف سے بندرگاہ یافہ کا بائیکاٹ

تل ابیب (بذریعہ ہوائی ڈاک) تل ابیب کے ایوان تجارت مقامی میونسپلٹی اور یہودی جماعات کے ایک مشترکہ اجلاس میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ قوم یہود کی اقتصادی ضروریات کے پیش نظر بندرگاہ یافا کا مقاطعہ کیا جائے۔ اور حکومت سے سفارش کی جائے۔ کہ آئندہ تمام نامہ وپیام اور آمد ورفت تل ابیب کے ذریعہ ہو۔ جب تک حکومت اس مطالبہ کو قبول نہیں کر لیتی اس وقت تک مذکور بالا ضروریات کیلئے بندرگاہ حیفا کو استعمال میں لایا جائے گا۔

شہر تل ابیب اور عربوں کی مجلس مقاطعہ

یافہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) معلوم ہوا ہے کہ عربوں کی مجلس مقاطعہ نے منتظمانہ طور پر فیصلہ کیا ہے۔ کہ شہر تل ابیب میں اشیائے خوردنی کی درآمد کو روک دیا جائے۔ چنانچہ اس نے قاہرہ دمشق اور بغداد کے عرب تجار کو اپیل کی ہے۔ کہ وہ تل ابیب کو کوئی اشیائے خوردنی ارسال نہ کریں۔ مجلس مقاطعہ نے گورنمنٹ کے عرب حکام سے بھی بدیں استدعا گفت وشنید شروع کی ہے۔ کہ وہ بھی اس مقاطعہ میں شریک ہوں۔

حجاز اور مصر کے درمیان معاہدہ

قاہرہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) اخبار "البصیر" لکھتا ہے۔ کہ حجاز اور مصر کے مابین جو معاہدہ حال میں ہوا ہے۔ اس کی بڑی شرائط مندرجہ ذیل تین امور کے متعلق ہیں۔

(۱) عطیہ جات کی مقدار جو سالانہ حجاز بھیجی جائے گی۔ (۲) "کسوتی" یعنی کعبہ کی پوشاک کا بانا۔ (۳) محمل کی رسم۔ حکومت حجاز کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ "کسوتی" کو حکومت مصر کے خرچ پر حجاز میں تیار کیا جائے۔ لیکن اب یہ فیصلہ ہوا ہے۔ کہ یہ پوشاک مصر میں تیار کی جائے۔ لیکن حکومت حجاز اگر ضروری خیال کرے۔ تو اس میں تبدیلی اور ترمیم کر لے۔ محمل کی رسم کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے۔ کہ جلوس محمل کے ساتھ آئندہ ایک بہت بڑی فوج نہ ہو۔ جیسا کہ قبل ازیں ہوتا رہا ہے۔ نیز یہ کہ مصر کے فوجی کمانڈر انچیف کی بجائے ایک سول کپتان اس کی سرکردگی کے فرائض انجام دے۔

فلسطین پر ایک عرب اخبار کا تبصرہ

یافا۔ جریدہ "الدفاع" جو نیشنلسٹ عربوں کا اخبار ہے۔ عربوں کی پوزیشن کے متعلق تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے۔ "ملک اس وقت خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ آؤ ہم اس کو بچانے کے لئے کوئی راہ تلاش کریں۔ آج ہماری حالت اس شخص کی سی ہے۔ جو ایک چاقو کو اپنے گلے کے بہت قریب دیکھتا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم زندہ رہیں۔ یا ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو جائیں۔ اہل یہود کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ فلسطین ایسا ملک نہیں۔ جسے غلامی کا طوق پہنایا جا سکتا ہے۔ فلسطین نہ اس وقت مردہ ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ اہل فلسطین متعدد بار سربکف ہو کر میدان عمل میں نکل چکے ہیں۔ اور انہوں نے اہل عالم پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ وہ مضبوط عزم اور پختہ ارادہ کے انسان ہیں۔ اور ان کی توانا روح مردہ نہیں۔ اور نہ وہ مردہ ہو سکتی ہے۔

فلسطین غلاموں کی منڈی نہیں مصائب و نوائب کے اوقات میں خدا تعالےٰ کی حفاظت انکے ساتھ ہوگی۔ اور وہ اہل وطن ان تمام مصائب کو خاموشی کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں اپنے گردوپیش ایک ایسی قوم کو دیکھ رہے ہیں جو انہیں انکے وطن سے محروم کرنے کے لئے ان کے ساتھ آمادہ پیکار ہے۔

ہم نے حکومت کو ان نتائج اور عواقب سے آگاہ کر دیا ہے۔ جو مصائب اور تکالیف سے پیدا ہونے والے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ اہل فلسطین صبر وضبط کر سکتے ہیں۔ لیکن آخر کب تک؟ فلسطین جیسا کہ گزشتہ تاریخ سے ظاہر ہے۔ بہت جلد بیدار ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ بھی اس بات کو بخوبی جانتی ہے۔ ہم حکومت کے تمام سنجیدہ کل پرزوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اس ظالمانہ پالیسی کو جاری نہ رکھا جائے۔ جو ہمیں ان تمام چیزوں سے محروم کر رہی ہے جن پر ہمیں حق حاصل ہے اور عوام کے ارادہ سے پہلو تہی نہ کی جائے۔ اور اعلان بالفور کا یا فلسطین کو ارض یہود بنانے کے متعلق مواعید کا ڈھنڈورہ نہ پیٹا جائے۔ کیونکہ تمام اعلانات اور مواعید سے بالا قوم کے حقوق اور اس کی عزت ہوتی ہے۔ رشتہ صبر ہمارے ہاتھوں سے چھوٹا جا رہا ہے۔ اور ہم اب اپنے حقوق کی تضحیک یا اس میں مداخلت کو برداشت کرنے کیلئے ..... تیار نہیں۔ انگلستان کو چاہیئے۔ کہ اپنی عزت کو برقرار رکھے۔ ورنہ ہم اس کے ساتھ اپنے معاملات کو خود بخود سلجھانے کے لئے آمادہ ہو چکے ہیں۔"

امیر شریعت احرار کے مولوی ظفر علی صاحب پر انگارے

غیر ذمہ وارانہ ، مبہم اور شر انگیز الفاظ کا استعمال

"زمیندار" ۲۴ مئی میں ناظر کے قلم سے حسب ذیل مضمون شائع ہوا ہے۔ جو اس لحاظ سے خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ کہ احمدیت کے ایک اشد مخالف نے احراری امیر شریعت کی حقیقت واضح کی ہے۔

۲۰ مئی ۱۹۳۶ء کا روزنامہ "مجاہد" نظر سے گذرا۔ اور اس میں اس اشتعال انگیز عنوان سے کہ "تحریکِ کشمیر کے بائیس شہیدوں کا ذمہ دار میں ہوں۔ لاہور کے شہیدوں کا ذمہ دار کون ہے"؟

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امیر شریعت احرار کی اس تقریر کو غور سے پڑھا۔ جو شاہ صاحب نے باغبانپورہ کے جلسہ میں زبانی تقریر کیا ہے انگارے ہیں جو امیر شریعت احرار نے مولانا ظفر علی خان قبلہ پر برسانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

شاہ صاحب کا ارشاد گرامی

شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

جس طرح منافقین کا مقصد اس مسجد سے مسجد مقصود نہ تھا۔ بلکہ مقصود یہ تھا۔ کہ اس مسجد کو مسلمانوں کے خلاف محاذ جنگ کے طور پر استعمال کیا جائے۔ اس طرح اس تحریک سے مسجد کا حصول مقصود نہیں تھا۔ اگر مسجد کا حصول مقصود ہوتا۔ تو مسجد گرتی ہی نہ۔ میں مولانا ظفر علی خان سے دریافت کروں گا۔ اور لاہور کے منچلے مسلمانوں سے اپیل کروں گا۔ کہ وہ ان سے مطالبہ کریں۔ کہ جب موچی دروازہ سے باہر ستر ہزار مسلمانوں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ کل صبح سورج چڑھنے سے پہلے سب سے پہلے یہ کام کریں۔ کہ سکھوں کے خلاف حکمِ امتناعی حاصل کر کے مسجد کو انہدام سے بچایا جائے میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر اس پر عمل کیا جاتا۔ تو کیا مسجد گر سکتی تھی۔ بالکل ہی نہیں گر سکتی تھی۔ انگریز مجبور تھا۔ کہ اس کی حفاظت کرتا۔ اور اس کے بعد سکھ اگر اس کی طرف نظر اٹھاتا۔ تو انگریز کی گولی کا نشانہ بنتا۔ لیکن سی۔ آئی۔ ڈی اور سرکاری ایجنٹوں کی اطلاعات پر اعتماد کیا گیا۔ جن کا اصل مقصد یہ تھا۔ کہ منافقین کسی طرح مسلمانوں میں فتنہ پیدا کر کے مرزا محمود اور سر فضل حسین اور مرزائیت کو احرار کی یلغار سے بچانا مقصود تھا۔

چند عالم آشکار حقائق

امیر شریعت احرار اپنے باغبانپوری سامعین کی آنکھوں میں دن دھاڑے تو خاک جھونک سکتے ہیں۔ لیکن کیا لاہور کے ہزاروں اور ہندوستان کے کروڑوں مسلمان اس حقیقت سے خالی الذہن ہو گئے ہیں۔ کہ اسی ستر ہزار کے جلسہ میں مولانا ظفر علی خاں نے قائدین احرار کو شامل ہونے اور تحریکِ مسجد شہید گنج کی باگ ڈور کو اپنے ہاتھ میں لینے کی دعوت دی تھی۔ اور صاف الفاظ میں یہ فرمایا تھا۔ کہ میں قائدین احرار کے ماتحت ایک بھنگی کی خدمت تک بجا لانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن قائدین احرار نے دعوت نامہ پر دستخط کرنے کے باوجود دعوت کو ٹھکرا دیا۔ کیا امیر شریعت احرار دیدہ دانستہ اپنے سامعین کو اس حقیقت سے بے خبر رکھنا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانانِ لاہور کے ایک سرکردہ وفد نے جس میں مولانا ظفر علی خاں بھی شامل تھے۔ ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب سے مسجد شہید گنج کی تحریک کے متعلق ملاقات کی۔ اور مولانا ظفر علی خان نے ہز ایکسی لنسی کو ان مہیب نتائج سے پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ جو مسجد کے شہید ہونے کی صورت میں رونما ہوئے؟ کیا امیر شریعت احرار اس حقیقت سے ناواقف ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ کہ صورتِ حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے ہز ایکسی لنسی نے وفد کو اطمینان دلایا تھا۔ کہ ممدوح اپنی طرف سے اس امر کی انتہائی کوشش کریں گے۔ کہ سکھوں اور مسلمانوں کا سمجھوتہ ہو جائے؟ لیکن اس کے باوجود ۷ اور ۸ جولائی ۱۹۳۵ء کی درمیانی شب کے وقت سکھوں نے مسجد کو پولیس اور گورہ فوج کی موجودگی میں شہید کر ڈالا۔ کیا امیر شریعت احرار اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا جلسہ کے انعقاد کے بعد بارہ گھنٹوں کے اندر مولانا اور ان کے رفقائے کار کو مختلف مقامات میں نظر بند کر دیا گیا۔

شہیدانِ لاہور کا خون کس کی گردن پر ہے؟

اگر مولانا ظفر علی خان کی نظر بندی کے بعد لاہور میں گولیاں چلیں۔ اور مسلمان اپنے ایمان اور جوش کے غیر فانی جذبہ سے متاثر ہو کر اسلام کی شمع پر پروانے کی طرح نثار ہو گئے۔ تو اس کا الزام مولانا پر کیوں عائد کیا جاتا ہے؟ قائدین احرار البتہ رقص بسمل کا تماشا دیکھ رہے اور ٹس سے مس نہ ہوئے اس گاؤ دیدگی اور خیرہ چشمی کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ کہ تحریکِ مسجد شہید گنج کے جو لیڈر گولی چلنے کے وقت قیدی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کی نسبت امیر شریعت احرار لاہور کے مسلمانوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ "شہیدوں کی شہادت کا ذمہ دار کون ہے"

جب اس کا کوئی ذمہ دار نہیں بنتا۔ تو میں ان لوگوں سے جن کے عزیز دہلی دروازے کے باہر گولی کا نشانہ بنائے گئے کہتا ہوں کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے قصاص کا مطالبہ کرو۔ مسلمانوں کا خون قیمت رکھتا ہے میں کہتا ہوں اور بڑے زور کے ساتھ کہوں گا

قریب آیا ہے روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر\
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

بے شک مسلمانوں کا خون قیمت رکھتا ہے اور میں ملت اسلامیہ کے ایک فرد کی حیثیت سے مطالبہ کرتا ہوں۔ اور بڑے زور سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ اگر شہیدوں کا قصاص لینا ضروری ہے تو اس معاملہ کو مسلمانانِ لاہور کی پنچایت کے سامنے پیش کیا جائے۔ جو تمام حالات سے اچھی طرح آگاہ ہے۔ اور اس امر کا فیصلہ کرنے کی پوری اہلیت رکھتی ہے۔ کہ لاہور کے شہیدوں کا خون کس کی گردن پر ہے۔ اور ان کا قصاص کس فریق سے لیا جائے؟ کیا اس فریق سے جو گولی چلنے سے پہلے لاہور بدر کر دیا گیا تھا۔ یا اس فریق سے جو مسلمانوں کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی ہونے کا زہرہ گداز منظر اطمینانِ قلب کے ساتھ دیکھتا رہا۔ لاہور کی مسلم پبلک کی یہ متفقہ رائے ہے۔ کہ اگر قائدین احرار شہید گنج کی تحریک میں شامل ہو جاتے۔ تو گولی چلنے کا واقعہ کبھی پیش نہ آتا۔ مگر مولانا ظفر علی خاں اور ان کے رفقائے کار سے احرار کی علیحدگی نے مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہونچایا۔ اور حکومت پنجاب کے ذمہ وار افسروں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ شہید گنج کی تحریک میں حصہ لینے والے چند غیر ذمہ وار اشخاص ہیں۔ جن کی سرگرمیوں کو آسانی کے ساتھ دبایا جا سکتا ہے

امیر شریعت احرار اور قصاص

امیر شریعت احرار خود تسلیم کرتے ہیں:۔

"میں نے تحریکِ کشمیر میں ۳۵ ہزار مسلمانوں کو قید کرایا۔ اور بائیس شہیدوں کو شہید کرایا۔ الٰہی بخش کی شہادت کا ذمہ دار میں ہوں"

لیکن کیا عجیب تماشا ہے۔ کہ امیر موصوف اس سنگین جرم کا اقرار کرنے کے باوجود یہ نہیں کہتے۔ کہ مجھ سے قصاص لیا جائے۔ آپ اپنا معاملہ صرف ذمہ واری تک محدود رکھتے ہیں۔ کیوں حضرت کیا آپ اپنی ذات کو قصاص سے اس لئے مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ امیر شریعت ہیں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ آپ اسلام کی شریعت کے امیر نہیں۔ آپ صرف احراری شریعت کے امیر ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ اسلام کی شریعت کے پابند ہوتے تو غیظ و غضب کے اظہار پر انقلاب آفرین خاموشی کو اپنا بہترین مسلک قرار دیتے۔

امارت کی شدید ذمہ واریاں

کیا اسلام کی شریعت ایسے پروپیگنڈے یا افترا پردازی کو جائز قرار دیتی ہے۔ کہ محض اختلافِ رائے کی بنا پر آپ مولانا ظفر علی خاں کو مسلمانوں کی نظروں میں ذلیل و رسوا کرنے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ دیکھئے کبھی آپ اور مولانا ہم نوالہ و ہم پیالہ اور متحد الخیال تھے۔ آپ مولانا سے اختلاف کیجئے۔ اور ضرور کیجئے۔ کہ اختلاف رائے امت کے لئے باعث رحمت ہے

لیکن اختلاف کو مخالفت اور مخالفت کو ایسے ذلیل پروپیگنڈے کی شکل دینا جس سے حقیقت پر پردہ پڑ جائے۔ امیر شریعت کا کام نہیں ہونا چاہیئے۔ شریعت اسلامیہ کے امیر کو تو اسلام کی ان تمام درخشاں روایات اور اوصاف حسنہ کا حامل ہونا چاہیئے جن میں فرزندان اسلام کی شوکت و عظمت کا راز پنہاں ہے۔ جس امیر میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے وہ ایک لمحہ کے لئے امارت کی مسند پر بیٹھنے کا استحقاق نہیں رکھتا کیونکہ اس امارت کیساتھ شدید ذمہ داریاں وابستہ ہیں۔

شرمناک افترا پردازی

مولانا ظفر علی خان اور ان کے رفقاء کے خلاف اس سے زیادہ غلط بیانی اور افترا پردازی اور کیا ہو سکتی ہے کہ

"تم نے مسجد شہید گنج کی دیواروں سے آب حیات کا چشمہ جاری کر کے مرزائیت کو زندہ کر دیا۔"

حالانکہ ہندوستان کے ۸½ کروڑ مسلمانوں میں صرف مولانا ظفر علی خاں ہی ایک ایسے شخص ہیں۔ جن کی دوربین آنکھ نے اس وقت جب کہ آپ دولت آصفیہ کی سلک ملازمت میں منسلک تھے۔ اور قائدین احرار کی سیاسی زندگی ابھی کتم عدم میں تھی قادیانی فتنہ کے دور رس نتائج کی اہمیت کو محسوس کر لیا تھا۔ مولانا گذشتہ چالیس سال سے مرزائیت کے خلاف مسلسل جہاد کر رہے ہیں لیکن آج امیر شریعت احرار اور ان کے نقاد نیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مولانا مرزائیت کو زندہ کر رہے ہیں۔

(الفضل) اس میں شک نہیں۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اسی وقت سے احمدیت کی مخالفت کرتے اور ناخنوں تک کا زور لگاتے چلے آ رہے ہیں اس میں ہزارہا مسلمانوں کی مدد ان کے ساتھ رہی ہے۔ مگر باوجود اس کے وہ احمدیت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے۔ بلکہ احمدیت دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتی جا رہی ہے۔ جس کا کئی بار بادل ناخواستہ وہ خود اقرار کر چکے ہیں۔

قبلہ اسلمان من حیث الجماعت بیشک احمق اور سادہ لوح واقعہ ہوئے ہیں۔ لیکن اتنے احمق اور سادہ لوح نہیں جتنا آپ نے ان کو سمجھ رکھا ہے۔ وہ اب بھلے اور برے میں تمیز کر سکتے ہیں۔ آپ کو شاید یہ دعویٰ ہو گا۔ کہ آپ اپنی فصاحت و بلاغت کے عمل سے سامعین پر بے خودی کی کیفیت طاری کر سکتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیئے۔ اور اچھی طرح سے یاد رکھیئے۔ کہ اگر آپ کی فصاحت و بلاغت میں صداقت و حقانیت کا جوہر شامل نہیں۔ تو پھر آپ کے الفاظ موتی نہیں بلکہ سنگریزے ہیں۔

صراط مستقیم

مَیں مجلس احرار کا بھی دعاگو ہوں۔ اور اتحاد ملت کا بھی، دونوں اپنے اپنے دائرہ عمل میں اخوت، محبت اور انصاف و مساوات کے زریں اصول پر کاربند رہ کر ملت اسلامیہ کی حقیقی خدمت بجا لا سکتے ہیں۔ میں شاہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر روحانی اور اخلاقی پہلو سے آپ کا پلہ بھاری ہو گا اور دینی و دنیوی معاملات میں آپ شریعت اسلامیہ کی پابندی کو اپنی اساس عمل قرار دیں گے۔ تو عامۃ المسلمین یقیناً آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ اتحاد ملت کو زک دیجئے۔ مگر حسن عمل کی طاقت سے آپ کے جو دوست آپ کی فصاحت و بلاغت کی تعریف کرتے ہیں۔ وہ آپ کے بدترین دشمن یا کم از کم نادان دوست ہیں۔ خدا کی قسم ایسا شخص جو اخلاص و استقلال کا پیکر مجسم ہے لیکن اس کی زبان فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھانے سے قاصر ہے۔ وہ انجام کار ایسے فصیح و بلیغ مقرر سے ضرور بازی لے جائے گا۔ جس کے قول اور فعل میں مشرق و مغرب کا بعد پایا جاتا ہے

سونا سونا ہے اور ملمع ملمع اسی اصول کی میں اتحاد ملت کے ارکان سے توقع رکھتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ جب دونوں اسلام کے مسلم اصول پر کاربند ہوں گے۔ تو پھر ان کی رقابت ملت اسلامیہ کے لئے زحمت نہیں۔ بلکہ رحمت ثابت ہو گی۔ سوال اس وقت ظفر علی خان یا عطاء اللہ شاہ کی شخصیت کا نہیں۔ بلکہ ملت اسلامیہ کے وقار کا ہے۔ یہ وقار صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے جبکہ ہماری تمام سیاسی اور مذہبی مجالس کے ذمہ دار ارکان اسلام اور صرف اسلام کے بے لوث خادم پر جمع ہو کر ایک دل اور ایک آواز کے ساتھ دنیا کو اپنا پیغام پہنچائیں۔

مسجد شہید گنج کا سودا

تقریر کے خاتمہ پر امیر شریعت احرار فرماتے ہیں۔

میں نہایت ذمہ داری کے ساتھ کہوں گا کہ مسجد شہید گنج کا سودا کیا گیا ہے، پتہ لگانا تمہارا کام ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ محاسبہ کرو۔ کہ مسجد شہید گنج کے کاغذات جو کہ پربندھک کمیٹی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ کہاں ہیں؟"

کیا اسلام کی شریعت سید عطاء اللہ شاہ کو ایسے غیر ذمہ دارانہ مبہم اور شر انگیز الفاظ منہ سے نکالنے کی اجازت دیتی ہے؟ صداقت اور حقیقت اس امر کی متقاضی ہے کہ پہلے ایک قطعی اور ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچاؤ کہ فلاں شخص نے مسجد شہید گنج کا سودا کیا ہے۔ اور مسجد شہید گنج کے کاغذات کو پربندھک کمیٹی کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے۔ ایسا شخص واقعی اپنی ملت کا سب سے بڑا غدار ہے۔ لیکن کیا امیر شریعت احرار کو یہ بات زیب دیتی ہے۔ کہ وہ الزام کے گورکھ دھندے کا حل اپنے سامعین سے دریافت کرتے ہیں کیا امیر شریعت کی "نہایت ذمہ داری" کے الفاظ سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ انہیں مسجد شہید گنج کے سودے کا تمام حال معلوم ہے لیکن باوجود "نہایت ذمہ داری" کے انہیں ابھی تک سودا کرنے والے شخص کا نام معلوم نہیں۔ جب خود آپ کو اس شخص کا نام معلوم نہیں تو آپ کس منہ سے لوگوں پر یہ فرض عائد کرتے ہیں۔ کہ وہ سودا کرنے والے شخص سے محاسبہ کریں۔ شاہ صاحب خدا کے لئے اپنی حالت پر رحم کیجئے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں آپ نے شاید یہ خیال نہیں کیا۔ کہ امیر "شریعت احرار" کی جو قبا آپ نے زیب بدن کر رکھی ہے۔ وہ آپ ہی کے ہاتھوں سے پارہ پارہ ہو رہی ہے۔

پروپیگنڈا کے تباہ کن نتائج

ملت اسلامیہ کے مفاد کی حفاظت کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ احرار اور اتحاد ملت کے ارکان ایک دوسرے کے خلاف پراپیگنڈا نہ کریں۔ اور اگر دونوں جماعتوں میں سے کسی جماعت کا رکن کسی بے عنوانی کا مرتکب ہو تو اسے جماعت کا فعل نہ سمجھا جائے۔ مثلاً جس نوجوان نے امرتسر کی مسجد خیر الدین میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے مولانا ظفر علی خان کے گلے سے تیلے پھولوں کا ہار گستاخانہ اور معاندانہ انداز سے اتارا یہ بلاشبہ ایک نہایت مذموم اور اشتعال انگیز فعل تھا۔ لیکن جب احرار نے اس واقعہ سے اپنی برأت کا اظہار کیا تو معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ اس کے برعکس جب چوہدری افضل حق صاحب پر کسی نابکار نے تار کول پھینکا۔ تو اس فعل کو نیلی پوشوں کی جماعت یا مجلس اتحاد ملت سے منسوب کیا گیا۔ "زمیندار" اس فعل پر پُر زور اور واضح الفاظ میں مذمت اور نفرت کا اظہار کر چکا ہے۔ لیکن امیر شریعت احرار اور ان کے رفقاء کا دل ابھی تک صاف نہیں ہوا۔ یہ شریعت اسلام کی صریح خلاف ورزی ہے کہ جب کوئی شخص یا جماعت کسی فعل کے ارتکاب سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرے۔ اور واقعات و شواہد کی بنا پر بھی یہ بے تعلقی ثابت ہو جائے تو پھر بھی "کول تاری پراپیگنڈا" کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

آزادی اور حریت صادقہ

آزادی اور حریت صادقہ کے حصول کا مقصد بلاشبہ نہایت مستحسن اور مبارک ہے لیکن اگر اس آزادی اور حریت کی نمائش سے لوگوں کی توہین اور دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو۔ تو اس کے طلب گار سربلند ہونے کی بجائے لازمی طور پر "سرنگوں" ہوں گے۔ آزادی کے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کے لئے انسان کو ایسی شدید پابندیوں اور ذمہ داریوں کے مدارج طے کرنے پڑتے ہیں۔ کہ ہر شخص کا کندھا ان کے بار کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

مجھے امید ہے کہ امیر شریعت احرار میری ان گذارشات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔

احرار کانفرنس جموں

احرار تبلیغ کانفرنس جموں منعقدہ جامع مسجد ست گڑھ کے موقع پر جو رضا کار یا لکوٹ سے آئے۔ وہ جاتی دفعہ مندرجہ ذیل اشیاء مملوکہ کریم بخش و عطا محمد نجاران چرا کر لے گئے۔ دری۔ بک۔ تکیہ یک۔ پنکھے دو علاوہ ازیں احرار نے اپنے اخراجات پورا کرنے کے لئے ۱۷ مئی کی دوپہر کو ٹکٹ بھی لگا دیا۔ جس پر بعض نے کہا مسجد میں ٹکٹ کا لگانا شریعت کے سراسر خلاف ہے۔ مگر باوجود ٹکٹ لگانے کے پھر بھی ان کے اخراجات از قسم کرایہ کرسیاں شامیانہ

چھیاسٹھ سے سو فی صدی تک

چندہ تحریک جدید ادا کرنے والی جماعتوں کی فہرست

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے جہاں وہ احباب جن کے چندے براہ راست مرکز میں داخل ہوتے ہیں۔ چندہ تحریک جدید کے وعدوں کو پورا کر رہے ہیں۔ وہاں بحیثیت جماعت جن جماعتوں نے چندہ تحریک جدید ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء تک چھ ماہ کے عرصہ میں سو فی صدی پورا کر دیا ہے اور جن جماعتوں نے سو فی صدی تو پورا نہیں کیا۔ مگر ۶۶ یا ۶۶ فیصدی سے اوپر پورا کر دیا ہے۔ ان کی ایک فہرست ذیل میں اس لئے دی جا رہی ہے۔ کہ شہری اور زمیندار جماعتیں جنہوں نے سو فیصدی سے کم ادائیگی کی ہے۔ اپنی موعودہ رقم کے پورا کرنے کے لئے جلد توجہ فرمائیں۔ اسی طرح وہ زمیندار اور شہری جماعتیں جنہوں نے اب تک اپنے وعدہ میں سے کوئی رقم ادا نہیں کی۔ بہت جلد توجہ فرمائیں کیونکہ ان کے سر پر اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا قرض قابل ادا ہے۔ جب تک یہ قرض ان سے اتر نہ جائے۔ اس وقت تک ان کو اطمینان سے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ اب جبکہ سال دوم میں سے چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء بھی ہر وعدہ کرنے والے دوست کے ہاتھ میں پہنچایا جا چکا ہے۔ جماعتوں کے عہدہ دار یعنی امراء پریذیڈنٹ صاحبان اور دوسرے کارکنان کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس وقت تک جو سستی کی گئی ہے اسے چستی سے بدل دینا چاہیئے۔ اگر کارکنان سرگرم عمل ہو جائیں تو ایک دو ماہ کے اندر اندر وعدے پورے ہو سکتے ہیں۔

پس وہ شہری یا زمیندار جماعتیں جن کے چندوں میں خفیف سی رقم کی بھی کمی ہے اور وہ وعدہ کرنے والے مخلصین جن کے چندے ابھی واجب الادا ہیں۔ جلد سے جلد توجہ فرمائیں۔

ذیل میں ایک فہرست ان جماعتوں کی دی جاتی ہے۔ جنہوں نے سو فیصدی چندہ پورا کر دیا ہے۔ دوسری فہرست ان کی ہے۔ جنہوں نے ۹۱ سے ۹۹ فیصدی تک چندہ دیا ہے تیسری فہرست ان جماعتوں کی ہے۔ جن کا وعدہ ۷۵ فی صدی سے ۹۰ فی صدی تک پورا ہو چکا ہے۔ چوتھی فہرست ان کی ہے۔ جنہوں نے ۶۶ سے ۷۴ فیصدی تک چندہ دیا ہے۔ زمیندار جماعتوں کو خصوصیت سے یہ بات یاد رہے کہ ماہ جون میں ان کی فصل برآمد ہو جاتی ہے۔ وہ اس ماہ میں اپنا وعدہ جو انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور کیا ہے۔ پہلی فرصت میں پورا کرکے ثواب حاصل کریں۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان

وہ جماعتیں جنہوں نے ۱۰۰ فی صدی چندہ تحریک جدید پورا کر دیا ہے۔

نام جماعت	موعودہ رقم	وصول
کھاڑہ	۱۱۰	۱۱۰
ہوہلکے	۷۰	۷۰
ہیڈ سلیمانکی	۴۰	۴۰
چک ۶۸۲	۳۰	۳۰
اکھنور	۲۵	۳۱
سرائے عالمگیر	۱۸-۸	۱۸-۸
افراد ایران	۳۸۴	۳۸۴
کوٹ احمدیاں	۲۰	۲۰

وہ جماعتیں جنہوں نے ۹۱ سے ۹۹ فیصدی تک چندہ تحریک جدید پورا کر دیا ہے:

نام جماعت	موعودہ رقم	وصول
چک ۱۱/۶	۹۲	۸۴
فیض آباد	۲۹۶	۲۸۱
الہ آباد	۱۱۰	۱۰۵
دفتر پرائیویٹ سکرٹری	۳۵۸	۳۴۳
جودھپور	۶۳۰	۶۰۰

وہ جماعتیں جنہوں نے ۷۵ سے ۹۰ فی صدی تک چندہ تحریک جدید پورا کر دیا ہے:

نام جماعت	موعودہ رقم	وصول
لَلّہ	۱۳۶	۱۰۱
لجنہ اماء اللہ دہلی	۸۸	۶۷
نابھہ	۱۸۵	۱۶۶
آسنور	۴۸	۴۳
تلونڈی راہوالی	۱۸	۱۴
سالم	۲۲-۸	۱۷-۸
برج درگس	۶۷۱	۵۷۳
مسجد فضل	۳۱۴	۲۳۰
آبادان	۱۰۸۵	۸۹۰
سکندرآباد	۱۰۱۷	۷۶۳
پٹیالہ سیاں	۴۵	۳۵
فیض اللہ چک	۲۰-۸	۱۶-۸
شموگہ	۳۲۳	۲۶۶
مال پور	۲۰	۱۵
مریدکے	۳۱	۳۰
پنڈی چری	۶۶	۵۵
گوجرہ	۱۰۲	۸۶
کھاریاں	۲۳۱	۲۰۳
احباب گوجران	۱۹۰	۱۶۰
مردان	۱۵۳	۱۳۲
پگ ٹین	۴۵۳	۴۰۰
احباب نانی والہ	۹۹	۸۵
گہلن	۴۵-۸	۴۰
ہردو روال	۲۱-۸	۱۶-۸

وہ جماعتیں جنہوں نے ۶۶ سے ۷۴ فیصدی تک چندہ تحریک جدید پورا کر دیا ہے:

نام جماعت	موعودہ رقم	وصول
رحیم آباد	۵۲	۳۶
دھرم کوٹ رندھاوا	۳۰	۲۰
سیالکوٹ چھاؤنی	۲۴۷	۱۶۸
نوشہرہ پسرور	۵۵	۳۹
چک چہور ۱۱۲	۶۸	۴۶
وزیرآباد	۱۸۳	۱۱۹
حافظ آباد	۴۳۱	۲۹۵
جھنگ مگھیانہ	۶۶	۴۱
چک رمداس	۳۵	۲۵
چک سکندر	۱۳۶-۸	۹۱-۸
راولپنڈی	۱۳۸۳/۱۰۸۱	۷۹۷
کیمبل پور	۱۶۹	۱۱۳
ہوشیارپور	۳۸۵	۲۷۵
لونہ منی	۴۲	۳۰
محمود آباد فارم	۵۸۶	۳۷۸
ناصرآباد سندھ	۱۰۴	۶۸
پنجو دو	۵۵۴	۳۶۰
چک ۱۱۲ مراد	۴۵	۳۰
رزکت	۱۸۵	۱۳۵
لیا نوالی	۱۳۱۲	۹۶۱
بجے پور	۱۹۸	۱۴۶
عثمان آباد	۴۷	۳۰
مدرسہ احمدیہ	۱۵۴	۱۰۵
امور عامہ	۲۷۴	۱۵۲
بمبئی	۴۰	۲۸

مولوی فاضل اپنی سندات لے لیں

ان طلباء کی سندات آچکی ہیں جنہوں نے ۱۹۳۵ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا۔ لہذا ان کو دو ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ کہ وہ اس عرصہ میں اپنی سندات دفتر جامعہ احمدیہ سے وصول کریں۔ ورنہ اس عرصہ کے گزر جانے کے بعد کسی کا یہ عذر نہ سنا جائے گا۔ کہ مجھے سند نہیں ملی۔

نوٹ۔ سند لینے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر قسم کا بقایا ادا کر دیا جائے۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

کریام میں احراری لیڈروں کی انتہائی بدزبانی

۳۰، ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء کو کریام میں احرار کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں انہوں نے گندہ دہانی سے کام لیتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف بہت زہر اگلا۔ اور پبلک کو اشتعال دلایا۔ حبیب الرحمن لدھیانوی نے اپنی تقریر میں احمدیت کے خلاف لوگوں کو اکسایا۔ اور بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی۔ ایک شخص مسمی اللہ بخش سکنہ گناچور نے گالیوں سے پُر تقریر کی۔ پیر مہر علی شاہ سکنہ پورہ نے ایک گندی نظم پڑھی۔ اس کے بعد سائیں لال حسین نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گندے ناموں سے یاد کیا۔ آپ کو نعوذ باللہ۔ دجال۔ شیطان۔ فریبی۔ دھوکہ باز۔ جھوٹا۔ گورنمنٹ کا جاسوس۔ بزدل۔ منافق۔ ڈرپوک۔ اور انبیاء کی توہین کرنیوالا کہا۔

۳۱ مئی کی صبح کو احراری مجلس مشاورت ہوئی۔ جس میں مولوی حبیب الرحمن نے تقریر کی۔ کہ ہمیں ووٹ دو اور کونسلوں میں بھیجو۔ کسی مرزائی کو مت کونسل میں جانے دو۔ کیونکہ اب کونسلوں کے ذریعہ کفر و اسلام کا فیصلہ ہوگا۔ مجلس احرار کی شاخیں کھولو۔ اخبار کو جاری کرو۔ پھر کہا اچھا مجھے مشورہ دو۔ کسی نے کوئی مشورہ نہ دیا۔

جلسہ عام میں چودہری عبد الرحمن نے اعلان کیا۔ کہ ہم نے مرزائیوں سے شرائط مناظرہ طے کیں۔ مگر وہ بھاگ گئے۔ ہم چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ جو شرائط ہمیں لکھ دیں وہ ہم کو منظور۔ اور جو ہم لکھ دیں وہ ان کو منظور ہوں اور ثالث رکھا جائے۔ مگر یہ اعلان محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کیا گیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم ان کے مکان پر گئے۔ اور شرائط پیش کیں۔ وہ ہر شرط کا انکار کرتے تھے۔ اور ہم جو نے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے ان کی ہر بات مانتے گئے۔ مگر انہوں نے صاف الفاظ میں مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ مولوی عطاء اللہ نے کئی بار سخت بدزبانی کی۔ اور یہاں تک کہا۔ کہ اے مسلمانو! تم ہمیں کونسلوں میں بھیجو۔ اور ملک انگریزوں سے آزاد کرا دو۔ پھر مرزائیوں کی نبوت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اگر مجھے بچہ سقہ کی طرح بادشاہت مل گئی۔ تو میں عبد الرحمن امیر کابل کی طرح مرزائیوں کا خاتمہ کر دوں گا۔ (نامہ نگار)

لائل پور میں پنڈت جواہر لال صاحب کا ورود

یکم جون۔ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو ۱۲ بجے دن کے بذریعہ موٹر یہاں رونق افروز ہوئے۔ استقبال کے لئے ریلوے سٹیشن کے پاس ۹ بجے سے پبلک جمع ہونی شروع ہوئی۔ کانگرسی والنٹیرز اور نیشنل لیگ کے والنٹیرز معہ آل نیشنل لیگ لائل پور کے صدر اور سکرٹری کے موجود تھے۔ پنڈت صاحب جب تشریف لائے۔ تو تمام جماعتوں کے نمائندوں نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ جلوس شہر کے مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا جو جھنڈیوں اور دروازوں سے آراستہ تھے۔ جھنگ بازار میں جا کر ختم ہوا۔ نیشنل لیگ زندہ باد۔ اور فخر وطن جواہر لال زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ سہ پہر کو بعض پارٹیوں نے آپ کو ایڈریس دئے۔ اور پنڈت صاحب نے تقریر کی۔ جس میں تمام پارٹیوں کو ہدایت کی کہ وہ کانگرس کے اصولوں سے مخالفت رکھتے ہوئے بھی اس سے مل جائیں۔ اور کانگرس کی طاقت کو مضبوط کریں۔ نیز آپ نے کہا کہ آئندہ ہونے والی جنگ سے پہلے ہمیں ملک کو اس رنگ میں تیار کرنا چاہیئے۔ کہ ہم اس جنگ کے موقعہ پر اپنے وطن کی آزادی کے لئے بہتر سے بہتر فائدہ اٹھا سکیں۔

آپ نے اپنی تقریر میں اس امر پر بہت زور دیا کہ تمام اقتصادی مشکلات جن میں اس وقت زمیندار۔ تاجر اور مزدور مبتلا ہیں۔ ان کا حل کامل آزادی ہے۔ جس کے لئے ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ شام کے وقت آپ کی تقریر ختم ہوئی۔ حاضری دس ہزار کے قریب ہوگی۔ (نامہ نگار)

تحقیقاتی کمیشن کا ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختلف شعبہ جات کی پڑتال کے لئے جو تحقیقاتی کمیشن مقرر فرمایا ہے۔ اس کے سامنے اس وقت ان جائدادوں کی فروخت کا سوال درپیش ہے۔ جو مختلف مقامات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت شمار ہوتی ہیں۔ اس غرض کے لئے جملہ امراء و پریذیڈنٹ یا سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ایسی تمام جائدادوں کے متعلق جو ان کے علاقہ میں صدر انجمن کی مملوکہ ہوں۔ جملہ تفصیلات ذیل کے نقشہ میں کمیشن ہذا کو جلد از جلد مہیا فرمائیں۔

یہ نقشہ جات اس اعلان کے شائع ہونے سے پندرہ روز کے اندر اندر بنام غلام محمد اختر۔ سٹاف وارڈن ہیڈ کوارٹرز آفس نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور (سکرٹری تحقیقاتی کمیشن) کے پاس پہنچ جانے چاہئیں۔ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۶ء (غلام محمد اختر سیکرٹری تحقیقاتی کمیشن)

نقشہ دریافت حالات جائداد صدر انجمن احمدیہ۔ قادیان

سوالات	جوابات
۱۔ محل وقوع (نام موضع۔ تھانہ۔ تحصیل و ضلع)	
۲۔ قسم جائداد (مکانات۔ دکانات یا اراضی زرعی)	
۳۔ اگر مکان یا دکان ہے۔ تو پختہ ہے۔ یا خام۔ کس موقعہ پر واقعہ ہے۔ آبادی کے اندر ہے یا باہر بازار کلاں یا خورد سے کتنی دور ہے۔ اگر کرایہ پر دیا جا سکتا ہے۔ تو کس قدر آمدنی سالانہ اس سے ہو سکتی ہے یا رہائشی ہے۔ تو تفصیل عمارت دی جائے۔	
۴۔ اگر زرعی اراضی ہے۔ تو کل رقبہ بہ تفصیل اقسام چاہی۔ نہری۔ بارانی۔ بنجر قدیم۔ غیر ممکن وغیرہ دیا جائے۔ یہ تفصیل نمبر خسرہ مندرجہ جمعبندی آخر	
۵۔ تشریح کی جائے۔ کہ آیا جائداد موصی کی واحد ملکیت یا قبضہ میں تھی۔ یا دیگر شرکاء کے ساتھ مشترکہ ہے۔ اگر مشترکہ ہے تو اس کی تقسیم کرانے میں کوئی روک تو نہیں ہے۔	
۶۔ کیا یہ جائداد کاغذات سرکاری میں صدر انجمن احمدیہ کے نام منتقل ہو چکی ہے۔ اور اب اس کے استحقاق کے لئے کسی تنازعہ یا مقدمہ بازی کا احتمال تو نہیں ہے۔ اور اب اس جائداد پر کس کا قبضہ ہے اور اس کا انتظام اب کس طرح کیا جاتا ہے۔	
۷۔ اگر فروخت کی جائے۔ تو کیا جائداد کے مقامی خریداران ہیں اور کیا قیمت دیتے ہیں۔ اور ایسے خریداروں کے نام معہ پتہ تحریر کئے جائیں۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل پریذیڈنٹ تحقیقاتی کمیشن	امیر۔ پریذیڈنٹ یا سکرٹری انجمن احمدیہ ... مورخہ .....

اگر آپ کو اپنی رفیق بیوی سے محبت ہے

تو آپ کا فرض ہے۔ کہ اس کے حسن اور صحت کی حفاظت کریں۔ ہم آپ کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ عورت کے حسن اور صحت کو برباد کر دینے والی وہ خوفناک بیماری ہے۔ جس کو سیلان الرحم کہا جاتا ہے۔ اسکی علامات یہ ہیں کہ ایک سفید زردی مائل یا کسی اور رنگ کی رطوبت بہتی رہتی ہے۔ جس سے عورت کی صحت اور حسن اور جوانی کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ سر میں چکر آنا۔ درد کمر۔ بدن کا ٹوٹنا رنگ زرد اور چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ حیض بے قاعدہ کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ حمل قرار نہیں پاتا۔ اور اگر قرار پایا تو قبل از وقت گر جاتا ہے۔ یا کمزور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ موذی مرض اندر ہی اندر جسم کو اس طرح کھوکھلا کر دیتا ہے۔ جس طرح لکڑی کو گھن کھا جاتا ہے۔ اس خطرناک بیماری کے دفعیہ کے لئے دنیا بھر میں بہترین دوائی (اکسیر سیلان الرحم) ہے۔ اس کے استعمال سے پانی کا آنا بالکل بند ہو کر کامل صحت ہو جاتی ہے۔ اور چہرہ پر شباب کی رونق آ جاتی ہے۔ اپنی کیفیت مرض لکھیئے۔ قیمت ڈھائی روپیہ (۲/۸) نوشا کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔ فہرست دواخانہ مفت منگائیے۔

ملنے کا پتہ:- مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

×

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ دفتر مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اکبر شاہ ولد علی شاہ ولد جلی شاہ کرم شاہ ذات پشتی قریشی سکنہ دیہ شاہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۶/۶/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵/۵/۳۶۔ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

×

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ دفتر مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خان لعل محمد ولد جہاب ذات کارو سکنہ چک ۱۴ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۶/۶/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵/۵/۳۶۔ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

بے نظیر اسلامی لٹریچر (بزبان انگریزی)

تصنیفات مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

ترجمۃ القرآن انگریزی

یہ انگریزی میں موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر تسلیم کی گئی ہے۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ اور تفسیر انگریزی میں ہے۔ ظاہری خوبصورتی کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ قسم اول۔ اصلی مراکو چمڑے کی جلد نہایت خوبصورت۔ ۲۵/-
" دوم۔ نقلی مراکو چمڑے کی جلد " " ۲۰/-
" سوم۔ گتے کپڑے کی جلد " " ۱۶/-
(محصول ڈاک علاوہ)

ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن

اس میں عربی متن نہیں ہے۔ ترجمہ سلیس زبان میں نہایت عمدہ ہے۔ تشریح فٹ نوٹوں میں دی گئی ہے۔ چھپائی نہایت عمدہ۔ انگلستان و ہندوستان کے مشہور اہل قلم نے اس ترجمہ کے متعلق عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے۔
قسم اول کلاتھ باؤنڈ - للعہ
قسم دوم چیپ ایڈیشن - ۶/-
محصول ڈاک علاوہ

محمد دی پرافٹ دوم ایڈیشن

اس بے نظیر کتاب میں حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ بچپن سے لیکر اخیر عمر تک کے حالات درج ہیں۔ جلد خوبصورت۔ قیمت .. .. سے/

ارلی کیلیفیٹ

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ خلفائے راشدین کا زمانہ بھی دراصل زمانہ نبوی کا نتیجہ ہے۔ بہترین کتاب ہے۔ جلد نہایت خوبصورت اور پائدار۔ قیمت سے/

دی ریلیجن آف اسلام

اسلام کے متعلق جامع کتاب ہے۔ گویا اسلام کا انسکلوپیڈیا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم اصحاب جو اسلام کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ قیمت - عنہ/

ٹیچنگز آف اسلام

اس میں پانچ مذہبی امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت ۱۲/
ہولی قرآن سیریز I انتخاب قرآن کریم۔ قیمت ۱۲/
" " II جمع قرآن کریم۔ قیمت ۱۲/

گولڈن ڈیڈز آف اسلام

مصنفہ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب۔ اسلام کے کارہائے نمایاں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت - عہ/
رسالہ التقدیر انگریزی۔ قیمت - - - ۳/
(تمام کتب کا محصول ڈاک علاوہ)

مکمل فہرست کتب طلب کرنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ:- منیجر دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

امتحان کے بغیر بجلی کا کام سیکھئے

کیونکہ اس کام کے جاننے والوں کی ضرورت پنجاب یو۔ پی سرحد کے ہائیڈرو الیکٹرک ڈیپارٹمنٹ میں دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ اور بہترین درسگاہ سکول فار الیکٹریشنز لدھیانہ ہے۔ جو گورنمنٹ سے رجسٹرڈ بھی ہے۔ اور ڈیمی ہر قابلیت کے طلباء کے لئے سکول کھلا ہے۔ گورنمنٹ سے مالی امداد ملنے پر سکول کمیٹی نے فیس میں ایک تہائی رعایت کر دی ہے جو ماہوار لی جاتی ہے۔ پراسپکٹس مفت۔

منیجر

ضرورت

امیدواروں کی تار اور سٹیشن ماسٹری کے لئے ضرورت ہے۔ الاؤنس اٹھائیس روپے کرایہ وردی اور جگہ رہائش مفت۔ فارم داخلہ قواعد کے لئے آٹھ آنے روانہ کریں۔

ڈائرکٹر رائل ٹیلیگراف ریلوے ڈیوٹی کالج بمبئی نمبر ۴

خواتین مشرق کیلئے ایک تحفہ جمیل

جدید کشیدہ کاری

[illegible] کشیدہ کاری کے [illegible] ڈیزائن [illegible] کرنے کیلئے [illegible] اس کتاب [illegible] کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد انگلستان کے بہترین آرٹسٹوں سے [illegible] ڈیزائن حاصل کئے گئے ہیں۔ اب یہ کتاب ہر طرح سے مکمل ہے۔ اس میں [illegible] پلنگ کی چادروں [illegible] تکیوں [illegible] کے بہترین [illegible] انگریزی حروف بھی [illegible]

قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر دی ماڈرن پبلشنگ ورکس گجرات پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۳ر جون ۔ سابق شہنشاہ ابی سینیا آج لنڈن پہنچ گئے ۔ جب وہ اپنے دو شہزادوں دو شہزادیوں اور راس قصاص کی معیت میں واٹرلو سٹیشن پر اترے ۔ تو اہل برطانیہ نے آپ کا ہمدردی کے ساتھ استقبال کیا ۔ سٹیشن پہ بے پناہ ہجوم تھا ۔ پُر جوش تالیوں سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا ۔ دستور کے مطابق وزیر خارجہ برطانیہ کے سکرٹری نے سرکاری طور پر خیر مقدم کیا ۔ اور بھی بعض معتدر اصحاب نے استقبال میں حصہ لیا ۔ لارڈ اینی ۔ سر دالٹر لیٹن اور سر نارمن اینجل کے اسمار خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ سٹیشن پر بہت سے حبشی بھی اپنی رسم کے مطابق لمبے لمبے چوغے پہنے خیر مقدم کے لئے موجود تھے ۔ نجاشی کے لڑکوں نے سیاہ رنگ کے لبادے پہن رکھے تھے جن پر کشیدہ کاری کی ہوئی تھی ۔ لڑکیاں یورپ کے تازہ ترین فیشن کے لباس میں ملبوس تھیں ۔ اور راس قصاص نے سفید لباس پہنا ہوا تھا ۔ آپ کی خدمت میں چند پاس نامے بھی پیش کئے گئے ۔ جن میں سے ایک لنڈن کے انڈین پولیٹیکل گروپ کی طرف سے تھا ۔ اس کے بعد سابق شہنشاہ اپنے رفقا سمیت موٹر کار میں سوار ہوئے ۔ اس موقعہ پر فضا تالیوں سے گونج اٹھی ۔ جس کا جواب انہوں نے ٹوپی کو ہلا کر دیا ۔ موٹر کار کے آگے آگے پولیس کا دستہ تھا ۔ موٹر کار پرنس گیٹ کی طرف روانہ ہوگئی جہاں سرابی کیڈورماں نے اپنا مکان سابق شہنشاہ کے فروکش ہونے کے لئے مخصوص کر دیا ہے ۔

روما ۳ر جون ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ جنگ حبشہ میں دو ہزار سات سو چھیاسٹھ سفید فام اطالوی ہلاک ہوئے ۔ حبشہ میں رہنے والے اطالوی جو اس جنگ میں کام آئے ۔ ان کی تعداد ۱۵۹۳ ہے ۔

کٹک ۳ر جون ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو صدر کانگرس جولائی کے آغاز میں اڑیسہ کا دورہ کریں گے ۔ پراونشل کانگرس کمیٹی استقبال کی زبردست تیاریاں کر رہی ہے ۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ آپ اڑیسہ جا رہے ہیں ۔

شملہ ۳ر جون ۔ سرحد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ درہ خیبر کے دسطی حصہ میں ہر غائی کے نزدیک آفریدیوں کے قبائلی لشکر نے جوانوں کے پہرے متعین کر دئے ہیں ۔ اس امر کو حکومت کے ساتھ اس قبائلی معاہدہ کی خلاف ورزی تصور کیا جا رہا ہے ۔ جس کے رو سے درہ خیبر کی سڑک اور ریل کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت کے دوش پر ڈالی جا چکی ہے ۔ قبائلی جرگہ کو نوٹس دیا گیا ہے کہ اسے موسم بہار کا الاؤنس ادا نہیں کیا جائے گا ۔

شملہ ۳ جون وزیرستان میں پھر ہلچل شروع ہوگئی ہے ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ نکابندے کے مشہور وزیری سردار عبد اللہ جان نے وانا سے پندرہ میل کے فاصلہ پر قبائلی لشکریوں اور حملہ آوروں کا ایک گروہ جمع کر لیا ہے ۔ گذشتہ سال جس گروہ نے پالا کی قیادت میں ڈاک کی لاری پر حملہ کر کے پانچ آدمیوں کو ہلاک کر دیا تھا ۔ وہ بھی عبد اللہ جان کے لشکر میں آملا ہے ۔ وانا میں اس لشکر کے آدمیوں نے ایک ٹھیکیدار اور ایک افسر کو قتل کر دیا ظلی خیل کے قبائلی لوگوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے معاہدوں کے احترام میں عبد اللہ جان کو گرفتار کرا دیں ۔ اس پر ایک قبائلی لشکر نے اس قلعہ پر چڑھائی کر دی جس میں عبد اللہ جان پناہ گزین تھا ۔ ایک مقامی فقیر شیوہ کے اثر و رسوخ سے عبد اللہ جان نے شرائط طے کر لینے پر آمادگی کا اظہار کر دیا ۔ لیکن راستہ میں اس نے اپنا ارادہ بدل لیا ۔ اب اس کے قلعہ کا دوبارہ محاصرہ کر لیا گیا ہے ۔

شنگھائی ۳ر جون ۔ نانکن اور کینٹن کی حکومتوں کے مابین حکومت کینٹن کے اس بیان سے جو جاپان کے خلاف تھا اور جسے نانکن کے خلاف کھلا الٹی میٹم اور جنگ کی صورت میں تمام محب وطن عناصر کی معاونت حاصل کرنے کی جد و جہد کے مرادف سمجھا جاتا ہے تعلقات حد درجہ کشیدہ ہوگئے ہیں ۔ جاپانی یونائیٹڈ کا بیان ہے کہ جنوبی صوبجات نے اعلان جنگ کر دیا ہے ۔ لیکن اس خبر کو ابھی پیش از وقت بتایا جا رہا ہے ۔ البتہ چین کے جنوبی صوبجات اور شمالی جاپانی علاقہ میں شدید جنگی تیاریاں کوئی اچھا شگون پیش نہیں کرتیں اور حالات حد درجہ نازک صورت اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں ۔

شملہ ۲ر جون گذشتہ مہینہ کی ۲۳ تاریخ کو ۱/۱۴ پنجاب رجمنٹ کا ایک انگریز افسر موٹر میں سوار ہو کر رزمک سے دانا جا رہا تھا ۔ کہ بعض پٹھانوں نے جو محسود قبیلہ کے تھے ۔ بہت تھوڑے فاصلہ پر سے اس پر فائر کئے ۔ خوش قسمتی سے افسر بچ گیا ۔ لیکن اس کا نوکر ہلاک ہوگیا ۔ خاصہ داروں اور قبائلی پہرہ داروں نے حملہ آوروں کا تعاقب کیا ۔ لیکن وہ ان کو گرفتار نہ کر سکے اور نہ انہیں شناخت کیا جا سکا ۔ اس حملے کا مقصد ابھی معلوم نہیں ہو سکا ۔ محسود اس واقعہ کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں ۔ اور اس سے قطعی بے تعلقی کا اظہار کر رہے ہیں ۔

شنگھائی ۔ ۲ر جون شمالی چین میں صورت حالات بدستور مخدوش ہوتی چلی جا رہی ہے ۔ چینی سفیر متعینہ ٹوکیو نے دفتر خارجہ میں جا کر شمالی چین میں جاپانی فوج کے اضافہ کے خلاف شدید احتجاج کیا ۔ وزیر خارجہ جاپان نے اس احتجاج کو شمالی چین میں ہلچل اور کمیونسٹوں کی سرگرمیوں کی بنا پر درخور اعتنا قرار نہ دیا ۔ جنرل چیانگ کائی شیک اور جنرل شنگ چین فوجی صورت حالات پر غور و فکر کر رہے ہیں ۔ کینٹن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جنوبی چین کے حکام نے سنٹرل گورنمنٹ کے نام ایک برقیہ ارسال کیا ہے ۔ جس میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے ۔ کہ جاپان کے خلاف فوراً اعلان جنگ کر دیا جائے ۔ چین کی اطلاعات مظہر ہیں ۔ کہ جاپان کے مقابلہ کے لئے چین کی افواج کو تیار کیا جا رہا ہے ۔

بیت المقدس ۲ جون ۔ ملک کے طول و عرض میں ابھی تک امن قائم نہیں ہوا گذشتہ شام شہر کے باہر یہودی یونیورسٹی کے ایک طالب علم کو جو بس میں سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا گولی سے اڑا دیا گیا ۔ شہر کے باہر یہودیوں کی ایک اور موٹر بس پر فائر کئے گئے بس کا شوفر اور دیگر مسافر مجروح ہو گئے ۔ اطلاعات مظہر ہیں ۔ کہ غزا کے قریب ایک بم پھٹ گیا ۔ ملک کے اور حصص سے بھی فائرنگ اور بم باری کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں مصر سے اور فوجی دستے طلب کئے گئے ہیں جو قاہرہ سے روانہ ہو چکے ہیں ۔

بیت المقدس ۳ر جون ۔ عربوں کی ہڑتال کا خاتمہ کرنے کے لئے ہنگامی قوانین نافذ کر دئے گئے ہیں ۔ جن کے رو سے ڈسٹرکٹ کمشنروں کو یہ اختیارات تفویض کئے گئے ہیں ۔ کہ وہ تمام دوکانیں یک دم کھول دئے جانے کا حکم جاری کر دیں ۔ اور جو لوگ دوکانیں نہ کھولیں ان کو سخت جرمانے کئے جائیں ۔ آتش گیر اور بھک سے اڑنے والے مادے بنانے اور باہر سے منگوانے کی ممانعت کر دی گئی ہے ۔

بیت المقدس ۳ جون ۔ بیت المقدس اور لحفا کے مابین گذشتہ شب گاڑیاں لیٹ ہوگئیں ۔ کیونکہ دہشت انگیزوں اور انقلاب پسندوں نے لائن پر بڑے بڑے شہتیر رکھ دئے تھے ۔ اور ایک مقام پر سے ریلیں اکھاڑ دیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک چھوٹا انجن پٹری سے اتر گیا ۔

لاہور ۲ر جون ۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے جائنٹ سکرٹری کی ایک اطلاع مظہر ہے ۔ کہ وہ اصحاب جو مسٹر جناح کے سنٹرل پارلیمنٹری بورڈ کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس میں شرکت کرنے کے خواہشمند ہیں ۔ وہ اپنی تاریخ آمد اور وقت سے میاں محمد عبد الحمید صاحب بیرسٹر کو اطلاع دیں ۔ بورڈ کا اجلاس لاہور میں ۸، ۹ جون کو انعقاد پذیر ہوگا ۔

سنگاپور ۳ر جون ۔ چنگ شین یونیورسٹی کے چانسلر چو لو نے ریوٹر کے ایک نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں کہا کہ میں یورپ محض اس مقصد کے لئے جا رہا ہوں کہ مغربی نمائندگان کو اس امر کا احساس کرا دوں کہ جاپان کی سینہ زوری کی مدافعت حد درجہ ضروری ہے ۔ مزید کہا کہ چین میں ہر فرد بشر محسوس کرتا ہے کہ اسے جاپان کے خلاف ہر حالت میں ہتھیار اٹھانے